هِدَايَةُ المتعال فی حد الاستقبال

۱۳۲۴ھ

مسئلہ ۔ از علی گڑھ معرفت مولوی بشیر احمد صاحب مدرس اول مدرسہ اہلسنت ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ

شہر علی گڑھ کی عیدگاہ کہ صدہا سال سے بنی ہوئی ہے اور حضرات علمائے متقدمین بلاکراہت اس میں عیدین کی نمازیں پڑھتے پڑھاتے رہے آج کل کی نئی روشنی والوں نے اپنے قیاسات اور نیز آلات انگریزیہ سے یہ تحقیق کیا ہے کہ سمت قبلہ سے منحرف ہے اور قطب شمالی داہنے کھوے کی پشت پر واقع ہے کہ جس سے نوّے فٹ کے قریب مغرب سے پھری ہوئی ہے لہذا اس کو توڑ کر سمت ٹھیک کرنا مسلمانان شہر پر بتقدیر استطاعت کے لازم اور فرض ہے ورنہ نماز اُس میں مکروہ تحریمی ہے اور ۱۰ دسمبر ۱۹۰۶ء کو اس میں ایک فتوی چھاپا جس کی عبارت جواب یہ ہے "اگر وہاں کے مسلمانوں میں اس قدر مالی طاقت ہے کہ اُس کو شہید کرکے ٹھیک سمت قبلہ پر بنا سکتے ہیں تو اُن کے ذمے فرض ہے کہ وہ ایسا ہی کریں اور اگر اُن میں اُسے ٹھیک سمت قبلہ کی طرف بنانے کی طاقت نہیں تو اُن کے ذمہ فرض ہے کہ وہ اس مسجد یا عیدگاہ میں ٹھیک سمت قبلہ کی طرف خطوط کھینچ لیں اور اُن خطوط پر کھڑے ہوکر نماز پڑھا کریں چنانچہ ہدایہ میں مذکور ہے ومن کان غائبا ففرضہ اصابۃ جھتھا ھو الصحیح لان التکلیف بحسب الوسع انتھی کتب معتبرہ سے یہ ارشاد ہو کہ اب ہندوستان کا قبلہ ما بین المغربین ہونا چاہیے یا کیا اور اُس کا سمت قبلہ کرنا ضرور ہے یا کیا۔ بینوا توجروا

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل لنا الکعبۃ قبلۃ وامانا والصلوۃ والسلام علی من الی افضل قبلۃ ولّانا رسول الثقلین وامام القبلتین جعل اللہ تعالی بابہ الکریم فی الدارین قبلۃ اٰمالنا وکعبۃ منانا وعلی آلہ وصحبہ وسائر اھل قبلتہ الذین ولوا الیہ وجوھھم تصدیقا وایمانا آمین اللھم ھدایۃ الحق والصواب ۔ فتوائے مذکورہ محض باطل اور حلیۂ صدق وصحت سے عاطل اور منصب افتا پر نرا اجترا بلکہ شریعت مطہرہ پر کھلا افترا ہے۔ **اولاً** اگر بفرض باطل یہ عیدگاہ جہت قبلہ سے بالکل خارج ہوتی بلکہ مشرق و مغرب بدل گئے ہوتے جب بھی یہ جبروتی حکم کہ بحال استطاعت اسے توڑ کر ٹھیک سمت قبلہ پر بنانا فرض ہے دل سے نئی شریعت ایجاد کرنا تھا اس حالت پر غایت یہ کہ اگر بے انہدام کوئی چارہ کار ممکن نہ تھا منہدم کرنا مطلوب ہوتا ٹھیک سمت پر بنانا کس نے فرض ہے نہ عیدگاہ میں کوئی عمارت ہونا ہی سرے سے خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرض کیا نہ واجب نہ سنت زمانۂ اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں مصلائے عید کف دست میدان تھا جس میں اصلاً کسی عمارت کا نام نہ تھا جب حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نماز عید کو تشریف لے جاتے مواجہ اقدس میں سترہ کے لیے ایک نیزہ نصب کردیا جاتا زمانۂ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین میں بھی یونہیں رہا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالی عنہ نے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کے سب مواضع میں تبرک کے لئے

مسجدیں بنا کیں ظاہرا اُنھیں کے وقت میں مصلائے عیدین بھی عمارت بنی کما استظھرہ السید نور الدین السمھودی قدس سرہ فی تاریخ المدینۃ الکریمۃ صحیح بخاری شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان ترکزلہ الحربۃ قدامہ یوم الفطر والنحر ثم یصلی اُنھیں کی دوسری روایت میں ہے قال کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یغدو الی المصلی والعنزۃ بین یدیہ تحمل وتنصب بالمصلی بین یدیہ فیصلی الیھا سنن ابن ماجہ وصحیح ابن خزیمہ مستخرج اسمٰعیلی میں زائد کیا وذٰلک لان المصلی کان فضاء لیس فیہ شیئ یستتربہ افسوس کہ نئی روشنی کا یہ فرض زمانۂ رسالت وزمانۂ خلافت سب میں متروک رہا **ثانیا** اس عیدگاہ کی عمارت موجودہ سے دین الٰہی کو کوئی ایسا ضرر شدید پہنچتا ہے جس کے سبب اس کا ڈھانا فرض ہو یا نہیں اگر نہیں تو بحال استطاعت مالی اُس کا ہدم کیوں فرض ہوا اور اگر ہاں تو بحال عدم استطاعت مالی کیوں فرض نہیں استطاعت مالی بنانے کو چاہیے ڈھانے میں کیا ایسا درکار ہے جس سے مسلمانان شہر عاجز ہوں **ثالثا** خطوط سمت قبلہ ڈال لینے سے کاربراری ممکن اور وہ ضرر مندفع ہے یا نہیں اگر نہیں تو بحال عدم استطاعت یہ لغو حرکت کیوں فرض ہوئی اور کس نے فرض کی اور اگر ہاں تو بحال استطاعت یوں کاربراری کس نے حرام کی کہ بالتعیین ڈھا دینا ہی فرض ہوگیا کیا یہاں متعدد ضرر مفترض الازالہ مختلف الحالہ ہیں کہ توزیع ممکن ہو **رابعا** یہ عیدگاہ سمت سے یکسر خارج ہے یا حدود جہت کے اندر ہے اگرچہ محاذات عین سے منحرف ہے برتقدیر اول اُس میں نماز مکروہ تحریمی کیوں ہوئی باطل محض ہونی لازم تھی برتقدیر ثانی اُس کا ڈھانا کیوں فرض ہوا جبکہ وہ حدود شرع کے اندر ہے **خامسا** علمائے کرام کا حکم تو یہ ہے کہ جہت سے بالکل خروج ہو تو نماز فاسد اور حدود جہت میں بلا کراہت جائز کہ آفاقی کا قبلہ ہی جہت ہے نہ کہ اصابت عین بدائع امام ملک العلماء ابوبکر مسعود کاشانی پھر حلیہ امام ابن امیر الحاج حلبی میں ہے قبلتہ حالۃ البعد جھۃ الکعبۃ وھی المحاریب لاعین الکعبۃ جامع الرموز میں امام زندویسی سے ہے الجھۃ قبلۃ کالعین ہاں حتی الوسع اصابت عین سے قرب مستحب۔ اس بارے میں ملتقط وحلیہ وغیرہما کے نصوص بعونہ تعالٰی آگے آتے ہیں اور خیریہ میں فرمایا ھو افضل بلاریب ولامین درر مولٰی خسرو وردالمحتار میں ہے لو انحرف عین العین انحرافا لاتزول منہ المقابلۃ بالکلیۃ جاز ویؤیدہ ماقال فی الظھیریۃ اذا تیامن اوتیاسر یجوز اور ترک مستحب مستلزم کراہت تنزیہ بھی نہیں کراہت تحریم تو بڑی چیز بحرالرائق باب العیدین میں ہے لایلزم من ترک المستحب ثبوت الکراھۃ اذلابد لھا من دلیل خاص تو اُس میں نماز مکروہ تحریمی ٹھہرانا نئی روشنی کی محض ظلماتی ساخت ہے **سادسا** عبارت ہدایہ کہ فتوی مذکورہ نے نقل کی اُسکے مدعا سے اصلا مس نہیں رکھتی بلکہ حقیقۃً وہ اُس کا رد ہے عبارت کا مطلب یہ ہے کہ غیر مکی کو ہرگز ضرور نہیں کہ اُس کی توجہ عین کعبۂ معظمہ کی طرف ہو بلکہ اُس جہت کی طرف مونھ ہونا بس ہے جس میں کعبہ واقع ہے کہ تکلیف بقدر وسعت اور طاعت بحسب طاقت ہے اس سے خود ثابت ہوا کہ غیر مکۂ مکرمہ میں اتنا انحراف کہ جہت سے خارج نہ کرے مضر نہیں اور اس کی تصریح نہ صرف ہدایہ بلکہ عامۂ کتب مذہب میں ہے پھر مسافت بعیدہ میں ایک حد تک کثیر انحراف بھی جہت سے باہر نہ کرے گا اور در حق نماز قلیل ہی کہلائے گا اور جتنا بُعد بڑھتا جائے گا انحراف زیادہ گنجائش پائے گا بحرالرائق وطحطاوی علی الدر وغیرہما میں ہے المسامتۃ التقریبیۃ ھو ان یکون منحرفا عن القبلۃ انحرافا لاتزول بہ المقابلۃ بالکلیۃ والمقابلۃ اذا وقعت فی مسافۃ بعیدۃ لاتزول بما تزول بہ من الانحراف لوکانت فی

مسافۃ قریبۃ معراج الدرایہ و فتح القدیر وحلیہ شرح منیہ وبحر شرح کنز وفتاوی خیریہ وغیرہا میں ہے ویتفاوت ذلک بحسب تفاوت البعد وتبقی المسامتۃ مع انتقال مناسب لذلک البعد فتوی میں عبارت ہدایہ سے استناد کے لیے یہ ثبوت دینا کہ مکہ معظمہ سے علی گڑھ کو یہ ہزاروں میل کا بُعد نقطۂ مغرب سے تیس گز انحراف کی گنجائش نہیں رکھتا اتنا تفاوت جہت سے باہر لے جائے گا بے اس ثبوت کے ذکر عبارت محض تغلیط عوام ہے اور حقیقت امر دیکھیے تو عبارت مستدل کے لیے صرف نامفید ہی نہیں بلکہ صاف مضر ہے ہم عنقریب بعونہ تعالٰی ثابت کریں گے کہ عیدگاہ مذکور ضرور حدود جہت کے اندر ہے **سابعا** ہمارے بعض علماء تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ اس باب میں ہیأت قیاسات وآلات کا اعتبار ہی نہیں جامع الرموز نے اُسی بحث سمت قبلہ میں لکھا منھم من بناہ علی بعض العلوم الحکمیۃ الا ان العلامۃ البخاری قال فی بحث القیاس من الکشف ان اصحابنا لم یعتبروہ وبہ یشعر کلام قاضی خاں اھ وایدہ فی النھر بان علیہ اطلاق المتون اھ وردہ فی ردالمحتار قائلا لم ار فی المتون مایدل علی عدم اعتبارھا ولنا تعلم ما نھتدی بہ علی القبلۃ من النجوم وقال تعالٰی والنجوم لتھتدوا بھا الخ واستظھران الخلاف فی اعتبارھا انما ھو عند وجود المحاریب القدیمۃ بخلاف ما اذا کان فی المفازۃ فینبغی وجوب اعتبار النجوم ونحوھا لتصریح علمائنا بکونھا علامۃ معتبرۃ فینبغی الاعتماد فی اوقات الصلاۃ وفی القبلۃ علی ماذکر العلماء الثقات فی کتاب المواقیت وعلی ماوضعوہ لھا من الاٰلات کالربع والاصطرلاب فانھا ان لم یفد الیقین تفید غلبۃ الظن وغلبۃ الظن للعالم بھا کافیۃ فی ذلک الخ **اقول** وھو کلام نفیس واین تحری جزاف لایکاد یرجع الی اثارۃ علم من الظن الغالب الحاصل بتلک القواعد ولولا مکان اطوال البلاد وعروضھا فی امر تعیین القبلۃ ومجال الظنون فی اکثرھا لکان ما یحصل بھا قطعیا لامساغ لریبۃ فیہ بل لو حققت لالفیت جل المحاریب المنصوبۃ بعد الصحابۃ والتابعین رضی اللہ تعالٰی عنھم انما بنیت بناءً علی تلک القواعد وعلیھا اُسِّسَت لھا القواعد فکیف یحل اعتماد تلک المحاریب دون الذی بنیت علیہ نعم عند التعارض ترجح القدیم خلافا للشافعیۃ لئلا یلزم تخطیۃ السلف الصالح وجماھیر المسلمین کما ذکرہ الشامی وغیرہ ولان علم الجمیع اقوی من علم الاٰحاد وللسلف مزیۃ جلیۃ علی الخلف ولربما یخطی النظر فی استعمال القواعد والاٰلات کما ھو مرئی شاھد فھو اولی بالخطاء منھم ولذا قال فی الفتاوی الخیریۃ واما الاجتھاد فی محاریب المسلمین بالنسبۃ الی الجھۃ حیث سلمت من الطعن لانھا لم تنصب الا بحضرۃ جمع من المسلمین اھل معرفۃ بسمت الکواکب والادلۃ فجری ذلک مجری الخبر فتقلد تلک المحاریب اھ **اقول** وبہ ظھر ان الحکم لایختص بالمفاوز فانھم انما نصبوا فی الامصار بناءً علی تلک الادلۃ لاجرم ان قال العلامۃ البرجندی فی شرح النقایۃ ان امر القبلۃ انما یتحقق بقواعد الھندسۃ والحساب بان یعرف بعد مکۃ عن خط الاستواء عن طرف المغرب ثم بعد البلد المفروض کذلک ثم یقاس بتلک القواعد لتحقیق سمت القبلۃ ونحن قد حققنا بتلک القواعد سمت قبلۃ ھراۃ الی اٰخر ماسیاتی ونقلہ القتال فی حاشیتہ مقرا علیہ اور اتنا تو اکابر نے بھی فرمایا کہ جو مسجد مدتوں سے بنی ہوا ور اہلِ علم و عامۂ مسلمین اُس میں بلانکیر نمازیں پڑھتے رہے ہوں جیسا کہ عیدگاہ مذکور کی نسبت سوال میں مسطور ہے اگر کوئی فلسفی اپنے آلات و قیاسات کی رُو سے اُس میں شک ڈالا چاہے اُس کی طرف التفات نہ کیا جائے گا کہ صدہا سال سے علماء و سائر مسلمین کو غلطی پر مان لینا نہایت سخت بات ہے

بلکہ تصریح فرماتے ہیں کہ ایسی قدیم محرابیں خود ہی دلیل قبلہ ہیں جن کے بعد تحری کرنے اور اپنا قیاس لگانے کی شرعاً اجازت نہیں ایسی تشکیک بعض مدعیان ہیأت نے بعض محرابات نصب کردہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم میں بھی پیش کی حالانکہ بایقین صحابۂ کرام کا علم زائد تھا اُس کے بعد فلسفی ادعا کا سننا بھی حلال نہیں، ہاں بتحقیق معلوم ہو کہ فلاں محراب کسی جاہل ناواقف نے یونہیں جزافاً قائم کردی ہے تو البتہ اُس پر اعتماد نہ ہوگا علامہ خیرالدین رملی استاد صاحب درمختار رحمہما اللہ تعالٰی فتاوی خیریہ میں فرماتے ہیں نحن علی علم بان الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم اعلم من غیرھم فاذا علمنا انھم وضعوا محرابا لایعارضھم من ھو دونھم واذا علمنا ان محرابا وضع من غیرھم بغیر علم لانعتمدہ واذا لم نعرف شیئا وعلمنا کثرۃ المارین وتوالی المصلین علی مرور السنین عملنا بالظاھر وھو الصحۃ اُسی میں ہے مذھب الحنفیۃ یعمل بالمحاریب المذکورۃ ولا یلتفت للطعن المذکور اُسی میں ہے نھایۃ الفلکی المذکور ان یطعن بالانحراف الیسیر الذی لا یجاوز الحد المذکور وھو علی تقدیر صدقہ لا یمنع الجواز ولھذا قال الشارح الزیلعی لایجوز التحری مع المحاریب اُسی میں ہے الکلام فی تحقق ذلک یعنی الانحراف الکثیر ولا یقع علی وجہ الیقین مع البعد باخبار المیقاتی کما لایخفی عند الفقہاء حلیہ میں ہے المحراب فی حق المصلی قد صار کعین الکعبۃ ولھذا لا یجوز للشخص ان یجتھد فی المحاریب فایاک ان تنظر الی مایقال ان قبلۃ اموی دمشق واکثر مساجدھا المبنیۃ علی سمت قبلتہ فیھا بعض انحراف اذلاشک ان قبلۃ الاموی من حین فتح الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم ومن صلی منھم الیھا وکذا من بعدھم اعلم واوثق من فلکی لا ندری ھل اصاب ام اخطأ بل ذلک یرجح خطأہ وکل خیر من اتباع من سلف پھر علما کے یہ ارشادات اُس کے بارے میں تھے جو فن ہیأت کا ماہر کامل عالم فاضل ثقہ عادل ہو یہ نئی روشنی والے نہ فقہ سے مس نہ ہیأت سے خبر اور دین و دیانت کا حال روشن تر ان کی بات کیا قابل التفات ان کی ہیات دانی اس اعتراض ہی سے پیدا ہے کہ قطب شمالی شانۂ راست سے جانب پشت مائل ہونے کو دلیل انحراف بتایا اور دیوار توڑ کر ٹھیک محاذات قطب میں بنانا چاہتے ہیں علم ہیأت میں ادراک سمت قبلہ کے لیے دو طریقے ہیں ایک تقریبی کہ عامۂ کتب متداولہ میں مذکور دوسرا تحقیقی کہ زیجات میں مسطور یہاں سے واضح کہ یہ حضرات اُن دونوں سے مجہول اگر وہ طریقہ تقریبی جانتے اُن پر معترض نہ ہوتے کہ اُس کی رو سے سمت قبلہ علی گڑھ نکالیں تو ضرور قطب شمالی شانۂ راست سے جانب پشت ہی پھرا رہے گا کہ اس طریقہ پر علی گڑھ کا خط قبلہ نقطۂ مغرب سے ساڑھے دس درجے جانب جنوب جھکا ہوا ہے ظاہر ہے کہ نقطۂ مغرب کی طرف موٗنھ کرتے تو قطب محاذات شانہ پر رہتا اب کہ مغرب سے دس درجے جنوب کو پھرے قطب ضرور جانب پشت میلان کرے گا اور اگر طریقۂ تحقیقی سے آگاہ ہوتے ہرگز دیوار جدید محاذی قطب بنانی نہ چاہتے کہ طریق تحقیقی میں بھی خط قبلہ علی گڑھ نقطۂ مغرب سے جنوب ہی کو مائل ہے اگرچہ نہ اُتنا کہ طریق تقریب میں تھا ہم دونوں طریق تقریب وتحقیق ان شاء اللہ آخر کلام میں ذکر کریں گے **ثامنا** محاذات قطب چاہنا بھی ان صاحبوں کے خیال میں علمائے اسلام رحمہم اللہ تعالٰی کا صدقہ ہے جن کا منشا اگر ان کے خیال میں ہوتا مسجد کا ڈھانا فرض نہ کرتے زمانۂ اقدس صحابۂ کرام بلکہ حضور پرنور سیدالانام علیہ وعلیہم الصلاۃ والسلام سے غیر مکی کے لیے جہت کعبہ قبلہ قرار پائی ہے اصابت عین کی ہرگز تکلیف نہیں ولہذا صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالٰی عنہم نے بلاد متقاربہ بلکہ ملک بھر کے لیے ایک ہی قبلہ قرار دیا ملک عراق کے واسطے باتباع ارشاد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وفرمان فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ صحابہ نے بین المشرق والمغرب قبلہ مقرر فرمایا

ائمہ کرام نے بخارا سمرقند نسف ترمذ بلخ مرو سرخس وغیرہا کا قبلہ مسقط راس العقرب بنایا بیت المقدس حلب دمشق رملہ نابلس وغیرہا تمام ملک شام کا قبلہ ستارۂ قطب کو پس پشت لینا ٹھہرایا۔ کوفہ بغداد ہمدان قزوین طبرستان جرجان وغیرہا میں نہر شاش تک قطب کو دہنے کان کے پیچھے ملک عراق میں سیدھے شانے ملک مصر میں بائیں کندھے ملک یمن میں مونھ کے سامنے بائیں کو ہٹا ہوا فرمایا امام فقیہ ابوجعفر ہندوانی نے بغداد مقدس و بخارا شریف کا قبلہ ایک بتایا علما نے خراسان وسمرقند وغیرہما بلاد مشرقیہ کے لیے جن میں ہندوستان بھی داخل بین المغربین قبلہ ٹھہرایا امام اجل فقیہ النفس قاضی خاں رحمہ اللہ تعالٰی نے مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالٰی سے دربارۂ قبلہ چھ قول نقل فرمائے بناتُ نعش صغرٰی کو جس کی نعش کا سب سے روشن ستارہ قطب ہے داہنے کان پر لے کر قدرے بائیں کو پھرنا ستارۂ قطب کو سیدھے کان کے پیچھے لینا مسقط راس العقرب کی طرف مونھ کرنا آفتاب جب برج جوزا میں ہو آخر وقت ظہر میں اُس کی سمت دیکھ کر ملحوظ رکھنا مسقط دو نسر طائر و واقع کے درمیان بین المغربین کے فاصلے سے دو ثلث داہنے ایک بائیں کو رکھنا اور فرمایا کہ یہ سب اقوال باہم قریب ہیں ان تمام احکام کا مبنی وہی ہے کہ اعتبار جہت میں بڑی وسعت ہے فلسفی بیچارہ آلات کا پشتارا خیالات کا پشتارا کھول کر بیٹھے تو ہرگز نہ اُن شہروں کا قبلہ ایک پاسکتا ہے نہ ملک بھر کی ایک سمت ٹھہرا سکتا ہے مگر وہ نہیں جانتا کہ یہ دین تدقیق آلات پر مبنی نہیں یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دین سمح سہل ہے والحمد للہ رب العلمین قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب فتاوی خانیہ میں ہے جھۃ الکعبۃ تعرف بالدلیل والدلیل فی الامصار والقری المحاریب التی نصبھا الصحابۃ والتابعون رضی اللہ تعالٰی عنھم فحین فتحوا العراق جعلوا قبلۃ اھلھا بین المشرق والمغرب ولذلک قال ابوحنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان کان بالعراق جعل المغرب عن یمینہ والمشرق عن یسارہ وھکذا قال محمد رحمہ اللہ تعالٰی وانما قال ذلک لقول عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ اذا جعلت المغرب عن یمینک والمشرق عن یسارک فما بینھما قبلۃ لاھل العراق وحین فتح خراسان جعلوا قبلۃ اھلھا ما بین مغرب الصیف ومغرب الشتاء فعلینا اتباعھم عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی انہ قال فی قبلۃ اھل الری اجعل الجُدَیَّ[عہ] علی منکبک الایمن واختلف المشائخ رحمھم اللہ تعالٰی فیما سوی ذلک من الامصار قال بعضھم اذا جعلت بنات النعش الصغری علی یمینک وانحرفت قلیلا الی شمالک فتلک القبلۃ وقال بعضھم اذا جعلت الجدی خلف اذنک الیمنی فتلک القبلۃ عن عبداللہ بن المبارک وابی مطیع وابی معاذ وسلم بن سالم وعلی بن یوسف رحمھم اللہ تعالٰی انھم قالوا قبلتنا العقرب وعن بعضھم اذا کانت الشمس فی برج الجوزاء ففی اٰخر وقت الظھر اذا استقبلت الشمس بوجھک فتلک القبلۃ عن الفقیہ ابی جعفر رحمہ اللہ تعالٰی قال اذا قمت مستقبل المغارب فالنسر الواقع سقوطہ یکون بحذاء منکبک الایمن والنسر الطائر سقوطہ فی وجھک بحذاء عینک الیمنی فالقبلۃ ما بینھما قال قبلۃ بخارا علی قبلتنا وعن القاضی الامام صدر الاسلام قال القبلۃ ما بین النسرین وعن الشیخ الامام ابی منصور الماتریدی رحمہ اللہ تعالٰی انظر الی مغرب الشمس فی اطول ایام السنۃ ثم فی اقصر ایام السنۃ دع الثلثین عن یمینک والثلث عن یسارک فالقبلۃ عند ذلک وھذہ الاقاویل بعضھا قریب من بعض اھ مختصرا معراج الدرایہ و فتح القدیر وحلیہ میں ہے

عہ بضم الجیم وفتح الدال وتشدید الیاء ای جُدَیّ الفرقد اسم النجم الثاقب السابع فی اٰخر النعش الصغری ۱۲ العلامۃ حامد رضا رحمہ اللہ تعالٰی

ولہذا وضع العلماء قبلۃ بلد وبلدین وبلاد علی سمت واحد فجعلوا قبلۃ بخاری وسمرقند ونسف وترمذ وبلخ ومرو وسرخس موضع الغروب اذا کانت الشمس فی اٰخر المیزان اواول المغرب کما اقتضت الدلائل الموضوعۃ لمعرفۃ القبلۃ ولم یخرجوا الکل بلد سمتا لبقاء المقابلۃ والتوجہ فی ذلک القدر ونحوہ من المسافۃ منغی وحلیہ وبحر ورد المحتار وغیرہا میں ہے الجدی اذا جعلہ الواقف خلف اذنہ الیمنی کان مستقبل القبلۃ بناحیۃ الکوفۃ وبغداد وھمدان وقزوین وطبرستان وجرجان وما والاہ الی نھر الشاش ویجعلہ من بمصر علی عاتقہ الایسر وبالعراق علی کتفہ الیمنی وبالیمن قبالۃ المستقبل ممایلی جانبہ الایسر وبالشام وراءہ فتاوٰی خیریہ میں ہے وذکر بعضھم ان اقوی الادلۃ القطب فیجعلہ من بالشام وراءہ والرملۃ ونابلس وبیت المقدس من الشام کدمشق وحلب وجوز للکل الاعتماد علی القطب وجعلہ خلفہ ولا بد فی ذلک من نوع انحراف لاھل ناحیۃ منھا لکنہ لا یضر کما قررناہ

اسی حکم کی بنا پر ہندوستان میں ستارہ قطب داہنے شانے پر لیا گیا اور قدیم سے عام مساجد اسی سمت پر بنیں کہ بین المغربین کا اوسط مغرب اعتدال تھا اور اُس کی طرف توجہ میں قطب سیدھے ہی شانے پر ہوتا ہے اور اُس کی پہچان آسان اور اُس میں انحراف بقدر[عہ] مضر نہیں ولہذا اسی پر تعامل ہوا یہ مدعیان ہیأت سمجھے کہ عام بلاد ہندیہ یا شاید خاص علی گڑھ کا یہی قبلہ تحقیقی ہے حالانکہ وہ محض ناواقفی ہے ہندوستان آٹھ درجے عرض شمالی سے سینتیس درجے تک آباد ہے اور طول شرقی چھیاسٹھ درجے سے بانوے تک یہ بھی ہندوستان کی خوش نصیبی ہے ۶۶ عدد ہیں اسم جلالت اللہ کے اور ۹۲ نام پاک محمد کے جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہم نے اپنے رسالہ کشف العلۃ عن سمت القبلۃ ۱۳۰۴ھ میں براہین ہندسیہ سے ثابت کیا ہے کہ شروع جنوبی ہند جزیرہ سرندیپ وغیرہا سے تیئیس[۲۳] درجے چونتیس[۳۴] دقیقے عرض تک جتنے بلاد ہیں جن میں مدراس حاطہ بمبئی حیدرآباد کا علاقہ وغیرہا داخل ہیں سب کا قبلہ نقطہ مغرب سے شمال کو جھکا ہوا ہے ستارہ قطب داہنے شانے سے سامنے کی جانب مائل ہوگا اور انتیسویں[۲۹] درجہ عرض سے اخیر شمالی ہند تک جس میں دہلی بریلی مرادآباد میرٹھ پنجاب بلوچستان شکارپور قلات پشاور کشمیر وغیرہا داخل ہیں سب کا قبلہ جنوب کو جھکا ہوا ہے قطب سیدھے کندے سے پشت کی طرف میلان کرے گا دلیل کی رو سے یہ عام حکم ساڑھے بتیس[۳۲] درجے سے ہوتا تھا مگر ۲۸ کے بعد سے ۳۲ تک عدم انحراف کے لیے جتنا طول درکار ہے ہندوستان میں اُس عرض وطول پر آبادی نہیں ۲۳° – ۳۴′ سے ۲۸° تک جتنے بلاد کثیرہ ہیں اُن میں کسی کا قبلہ مغربی جنوبی کسی کا خاص نقطہ مغرب کی طرف علی گڑھ اسی قسم دوم میں ہے جس کا قبلہ جنوب کو مائل ہے ہم نے اُس رسالے میں عرض ۲۳ سے عرض ۲۸ تک ایک ایک دقیقے کے فاصلے سے ایک جدول دی ہے کہ اتنے عرض پر جب اتنا طول ہو تو قبلہ ٹھیک مغرب اعتدال کی طرف ہوگا اُس کے ملاحظہ سے واضح ہو سکتا ہے کہ ہندوستان میں کتنے شہروں کا تحقیقی قبلہ اس حکم مشہور کے مطابق ہے بایں ہمہ عام عملدرآمد اُسی حکم واحد پر ہے اور کچھ مضر نہیں کہ حدود شرع سے باہر نہیں بالجملہ یہ ناواقف لوگ اگر سمت حقیقی چاہتے ہیں تو محاذات قطب چاہنا باطل اور جہت پر قانع ہیں تو جہت اب بھی حاصل بہرحال مسجد شہید کرنے کی فرضیت باطل اُس میں نماز کی تحریمی کراہت باطل غرض اُس بے معنی فتوے کی جہالت کہاں تک گنیے ہم اصل حکم شرع بتوفیق اللہ تعالٰی واضح کریں کہ عیدگاہ مذکور ضرور حدود

عہ ھھنا سقط ۱۲ العلامہ حامد رضا رحمہ اللہ تعالٰی

شرعیہ کے اندر رہے اس کا بیان چند افادوں پر موقوف **فاقول وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب**

افادۂ اولیٰ جہت قبلہ کی حد کیا ہے کہ جب اس سے باہر ہو جہت سے باہر ہو اس بارے میں عبارات علما متعدد وجوہ پر پائی گئیں **اوّل** جب تک مشارق مغارب نہ بدلیں جہت نہ بدلے گی فتح القدیر و بحرالرائق و خیریہ و طحطاوی و ردالمحتار وغیرہا کتب کثیرہ میں بیان اور نیز مسئلۂ اقتداء بالشافعی میں ہے الانحراف المفسد ان یجاوز المشارق الی المغارب وفی الخیریۃ بعد ماقدمنا عنہ فی الایراد السابع وعند تحققھا بالحظ زال الغطاء وھو فی اختلاف الجھۃ بحیث یکون متجاوزا المشارق الی المغارب اھ اور اُسکی تائید اُس حدیث سے کی گئی کہ ترمذی و ابن ماجہ و حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ترمذی نے کہا حسن صحیح ہے حاکم نے کہا برشرط بخاری و مسلم صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مابین المشرق والمغرب قبلۃ مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے امام مالک مؤطا اور ابوبکر ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق مصنفات اور بیہقی سنن اور ابوالعباس اصم اپنے جز حدیثی میں راوی امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مابین المشرق والمغرب قبلۃ جامع ترمذی میں یہ قول متعدد صحابۂ کرام مثل امیرالمومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ و حضرت عبداللہ بن عباس وغیرہما رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہونا بیان کیا اور کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں اذا جعلت المغرب عن یمینک والمشرق عن یسارک فما بینھما قبلۃ اذا استقبلت القبلۃ جب تو مغرب کو داہنے ہاتھ پر لے اور مشرق کو بائیں پر تو ان دونوں کے اندر قبلہ ہے اس وقت رو بقبلہ ہولیا **اقول** عبارت مذکورہ علما سے ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک مونھ کرنے کے عوض پیٹھ کرنا نہ ہو کہ قبلہ مغرب کو ہے یہ مشرق کو مونھ کرے یا بالعکس اُس وقت تک استقبال فوت نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر مغربی قبلہ والا جنوب یا شمال کو مونھ کرکے کھڑا ہو یعنی کعبۂ معظمہ کو ٹھیک دہنی یا بائیں کروٹ پڑے تو جہت ہنوز باقی رہے اور یہ **ظاہر الفساد** ہے پہلو کرنے کو کوئی مونھ کرنا نہ کہے گا یہ **فَوَلِّ وَجْهَكَ** کے عوض **وَلِّ جَنْبَكَ** رہے گا اور وہ بالاجماع باطل ہے و لہذا قول ظہیریہ اذا تیامن او تیاسر یجوز کی تاویل کی طرف درمختار میں اشارہ فرمایا ردالمحتار میں اُسکی شرح کی یعنی لیس المراد ان یجعل الکعبۃ عن یمنہ او یسارہ اذ لاشک حینئذ فی خروجہ عن الجھۃ بالکلیۃ بل المراد الانتقال عن عین الکعبۃ الی الیمین او الیسار اھ اگرچہ یہ مراد نہیں ہوسکتی کہ اپنے یہاں کے نقاط اربعہ جہات (اربعہ کے اعتبار سے افق بلد کے دو نصف کیے جائیں قبلہ اگر وہاں سے جنوب یا شمال کو ہے (جیسے مدینہ طیبہ کہ اُس کا قبلہ میزاب رحمت ہے) تو جنوبی شمالی اور مشرق یا غرب کو ہے (جیسے ہندوستان میں کہ اُس کا قبلہ باب کعبہ و مقام ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم ہے) تو شرقی غربی پھر جس نصف میں کعبہ ہے مصلی اُس میں کسی طرف مونھ کرے استقبال ہوجائے گا اور دوسرے نصف کی طرف منہ کیا تو جہت سے نکل جائے گا یہ پہلے سے بھی زیادہ ظاہر البطلان ہے کہ اس پر استقبال قبلہ میں نماز فاسد اور استدبار قبلہ میں صحیح ٹھہرتی ہے فرض کرو ا ب ح ء شہری کا دائرۂ افق ہے جس میں ا نقطۂ مغرب ء نقطۂ مشرق ہے

تو ب ا ح قوس غربی ہوئی مس کعبۂ معظمہ اسی نصف میں واقع تو مصلی نقطۂ ط کی طرف مونھ کرے تو اُس کی توجہ اسی نصف کی طرف واقع ہوئی مگر قطعاً اُس کی پشت کعبہ کو ہے اور ح کی طرف استقبال کرے تو نماز نہ ہو کہ نصف بدل گیا حالانکہ وہ قطعاً

استقبال میں ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ ایک خط مستقیم موضع مصلی ومحل کعبہ میں وصل کیا جائے اور دوسرا خط کہ اس پر عمود ہو جانبین میں دائرۂ افق تک ملا دیا جائے اس عمود سے جو افق کے دو نصف ہوئے اُن میں قبلہ اُس حصہ میں ہے جس کے ٹھیک وسط میں کعبہ ہے پس صورت مفروضہ میں تصویر سمت یہ ہے خط ی ک خط قبلۂ تحقیقی اور ح ط اُس پر عمود قوس ح ک ط میں قبلہ ہے اس قدر سے وہ استحالے تو اُٹھ گئے مگر ایراد اول ہنوز باقی ہے کہ ظاہر یہ کہ نقطتین ح ط کے اندر اندر ساری قوس جہت ہے اور شک نہیں کہ ح ط درکنار ا ل کی طرف مونھ کرنا بھی یقیناً تیامن تیاسر ہے نہ استقبال ولہذا علما نے اُسے مشکل جانا اور تاویل و تقلید کی طرف متوجہ ہوئے کہ اس سے مراد صرف وہ

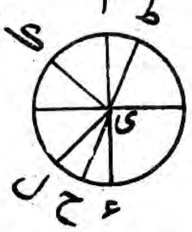

حصۂ قوس ہے جس کی طرف توجہ میں ہوائے کعبہ سے کچھ بھی محاذات ومسامتت باقی ہے اگرچہ تقریباً نہ یہ کہ جس نقطے کو چاہو مونھ کرلو منحۃ الخالق میں ہے قولہ وفی الفتاوی الانحراف المفسد ان یتجاوز المشارق الی المغارب کذا نقلہ فی فتح القدیر وھو مشکل فان مقتضاہ ان الانحراف اذا لم یوصلہ الی ھذا القدر لا یفسد الخ حلیہ میں فرمایا مرقبلۃ اھل المشرق المغرب عند ناش ھذا فی الذخیرۃ (الی ان قال) ثم الظاھر ان ھذا انما یستقیم فیما اذا کان التوجہ من المشرق الی المغرب وبالعکس مسامتا لھواء الکعبۃ اما تحقیقا او تقریبا علی ما ذکرنا لا علی ای وجہ کان ذلک التوجہ من احدی الجھتین الی الاخری فتنبیہ لہ وکانہ للعلم بہ لم یفصحوا بہ یونہیں ردالمحتار میں اُسے مؤول کیا کما سیأتی وللعبد الضعیف فیہ کلام ستعرفہ ان شاء اللہ تعالٰی **دوم** کہ عامۂ کتب میں شہرت وافیہ رکھتا ہے کہ اتنا پھر سکتا ہے جس میں مونھ یعنی وجہ کا کوئی حصہ مقابل کعبہ معظمہ رہے دو سطح چیزوں میں مقابلہ تھوڑے انحراف سے زائل ہوجاتا ہے مگر قوس کا مقابلہ بے انحراف کثیر زائل نہ ہوگا اور حق جل وعلانے انسان کا چہرہ مقوس بنایا ہے توجب تک کوئی حصۂ رخ مقابل رہے گا استقبال بالوجہ حاصل رہے گا اور **فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ** کا امتثال ہوجائے گا **اقول** اُس کی وجہ یہ ہے کہ سطح مستوی پر جتنے خط عمود ہوں گے سب کی سمت ایک ہوگی جب اُن میں ایک مقابلہ سے منحرف ہوا سب منحرف ہوگئے بخلاف قوس کہ اُس کے ہر نقطہ کے خط مماس پر نقطۂ تماس سے جو عمود قائم ہوگا جدا جہت رکھے گا تو اس کا مقابلہ زائل ہوا دوسرے کا ہوگا اُس کا نہ ہوا اور کا ہوگا یہاں تک کہ قوس ختم ہوجائے **معراج الدرایہ وفتح القدیر وزاد الفقیر وحلیہ وغنیہ وبحر الرائق وفتاوی خیریہ ودرمختار وردالمحتار** وغیرہا میں ہے وھذا لفظ الاخیرۃ اعلم انہ ذکر فی المعراج عن شیخہ ان جھۃ الکعبۃ ھی الجانب الذی اذا توجہ الیہ الانسان یکون مسامتا للکعبۃ اوھوائھا تحقیقا او تقریبا ومعنی التقریب ان یکون منحرفا عنھا او عن ھوائھا بما لا تزول بہ المقابلۃ بالکلیۃ بان یبقی شیئ من سطح الوجہ مسامتا لھا او لھوائھا **جامع الرموز** میں ہے لاباس بالانحراف انحرافا لا تزول بہ المقابلۃ بالکلیۃ بان یبقی شیئ من سطح الوجہ مسامتا للکعبۃ **درر** میں ہے فیعلم منہ انہ لو انحرف عن العین انحرافا لا تزول بہ المقابلۃ بالکلیۃ جاز یؤیدہ ما قال فی الظھیریۃ اذا تیامن او تیاسر یجوز لان وجہ الانسان مقوس فعند التیامن او التیاسر یکون احد جانبیہ الی القبلۃ **ردالمحتار** میں ہے نعلم ان الانحراف الیسیر لا یضر وھو الذی یبقی معہ الوجہ او شیئ من

جوانبہ مسامتا لعین الکعبۃ وھواءھا بان یخرج الخط من الوجہ او من بعض جوانبہ الی القبلۃ او ھواءھا مستقیما ولا یلزم ان یکون الخط الخارج علی استقامۃ خارجا من جبھۃ المصلی بل منھا او من جوانبھا کما دل علیہ قول الدرر من جبین المصلی فان الجبین طرف الجبھۃ وھما جبینان وعلی ما قررناہ یحمل ما فی الفتح والبحر عن الفتاوی من ان الانحراف المفسد ان یجاوز المشارق الی المغارب **اقول** وباللہ التوفیق تمام کتب مذکورہ میں شیئ من سطح الوجہ کا لفظ ہے اور ہمارے مذہب میں ایک کان سے دوسرے تک سب سطح وجہ ہے ولہذا ما بین العذار والاذن کا دھونا بھی وضو میں فرض ہوا اور قطعاً معلوم ہے کہ جب کوئی کسی نقطۂ افق کی محاذات پر کھڑا ہو تو اس کی سطح وجہ کی محاذات نصف دائرۂ افق کو گھیر لے گی تو ربع دور تک پھر تا رہا ہو گا اور ٹھیک جنوب یا شمال کو مونھ کیے سے مستقبل کعبہ قرار پائے گا کہ کان کے متصل جو سطح وجہ یعنی کنپٹی کا حصہ ہے ضرور محاذی کعبہ ہے حالانکہ وہ بداہۃً متیامن یا متیاسر نہ کہ مستقبل تو اس قول کے ظاہر پر بھی وہی استبعاد شدید لازم جو عبارت اولی پر تھا اور حلیہ و ردالمحتار کا اول کو اس دوم کے ساتھ تاویل کرنا حیث قال فی الحلیۃ او تقریبا علی ما ذکرناہ وما ذکر ھو ھذا القول الثانی من بقاء شیئ من سطح الوجہ مسامتا وسمعت انفا قول الشامی اصلا نافع نہ ہوا کہ یہ کلام بھی اپنے ظاہر پر اُتنا ہی وسیع ہے جتنا قول اول تھا اور یہ زنہار نہ قابل اعتبار نہ مراد علما ہونے کا سزاوار مثلاً جہاں کعبہ خاص سمت قبلہ مغرب ہو اگر کوئی شخص ٹھیک نقطہ جنوب وشمال کو مونھ کرے یا نہ سہی بلکہ دو تین درجے مغرب کو پھرا ہی مانیے کہ مسافات بعیدہ میں اتنا انحراف فرق محسوس نہیں دیتا تو یقیناً یہی کہا جائے گا کہ اُس کا مونھ جنوب یا شمال کو ہے نہ کہ کعبۂ معظمہ کو حالانکہ اُس کی سطح کی وجہ سے بعض جز بلاشبہہ مسامت کعبہ ہے نعم رأیت الفاضل عبدالحلیم الرومی من علماء الدولۃ العثمانیۃ ذکر فی حاشیتہ علی الدرر تقیید عبارتھا حیث قال **قولہ** یکون احد جوانبہ الی القبلۃ لا یرید بہ زوال الطرف الاخر عن المقابلۃ بالکلیۃ کما ظن بل المراد منہ مقابلۃ طرف بکلہ ومقابلۃ شیئ من سطح الاخر مسامتا کما ھو المفھوم من المنبع اھ **اقول** لم یذکر عبارۃ المنبع حتی ینظر فیھا وھو مع مخالفتہ لظاھر الدرر لا یلائمہ نص عامۃ الکتب المذکورۃ من الاجتزاء ببقاء شیئ من سطح الوجہ مسامتا فانہ صریح فی عدم الحاجۃ الی مسامتۃ ما فی الباقی اصلا بل **اقول** لعلك ان امعنت النظر لم تر ہ یرجع الی صحۃ فان المسامتۃ لابدلھا من مقابلۃ حقیقیۃ فی الحقیقیۃ لوسط الجبھۃ وفی التقریبیۃ شیئ من الاطراف اما اذ فاتت المقابلۃ الحقیقیۃ اصلا فلا مسامتۃ فلا استقبال فلا صلوۃ والمقابلۃ انما تکون باتصال الخط علی قوائم الا تری ا ح ء ان سطح ایقابل ب و ح یواجہ ء اماہ فلا یسامت ر لعدم الاتصال علی قوائم ب ء ر وھو لا یکون لمقوس قط مع مسطح الا من نقطۃ واحدۃ تحقیقا وبعض نقاط مجاورۃ اخری تقریبا **فاولا** لا امکان لمقابلۃ طرف بکلہ الا مجازا **وثانیا** اذا تقابل طرف من قوس مسطحا استحال ان یقابلہ شیئ من طرفھا الآخر لما قدمنا ان الاعمدۃ الخارجۃ من مماسات القوس لا یکون اثنان منھا الی جھۃ واحدۃ قط الم تعلم ان تلك الاعمدۃ کلھا ھی الخطوط الخارجۃ من المرکز الی نقاط القوس او علی سموتھا وکلھا تلتقی علی المرکز فان اتصل اثنان منھا بمقابل کالکعبۃ او الخط المار بھا عرضا الی الافق واحدث کل علیہ قائمتین ووصلنا بینھما اجتمع فی مثلث قائمتان وھو محال فتبصر سوم وسط راس مقابل ہر دو چشم سے ایک زاویہ بناتے آنکھوں پر گذرتے دو خط نکلیں

یہ جہاں تک پھیلیں کعبہ جب تک ان کے اندر رہے جہت باقی ہے اور دونوں سے باہر واقع ہو تو نہیں۔ یہ امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی پھر علامہ تفتازانی نے شرح کشاف پھر علامہ مولی خسرو نے درر میں افادہ فرمایا ان دونوں نے اُس زاویہ کی مقدار نہ بتائی جو وسط سر میں التقائے خطین سے بنے گا اور امام حجۃ الاسلام نے تصریح فرمائی کہ قائمہ ہو درر میں ہے اصابت جہت کی ایک وجہ بیان کرکے فرمایا اونقول ھو ان تقع الکعبۃ فیما بین خطین یلتقیان فی الدماغ فیخرجان الی العینین کساقی مثلث کذا قال النحریر التفتازانی فی شرح الکشاف شرح نقایہ علامہ برجندی میں ہے معنی التوجہ الی جھۃ الکعبۃ ھو ان تقع الکعبۃ بین خطین یخرجان من العینین یلتقی طرفاھما داخل الراس بین العینین علی زاویۃ قائمۃ کذا ذکرہ الامام الغزالی فی الاحیاء ثم قال البرجندی فعلی ھذا لو وصل الخط الخارج من العین الی جدار الکعبۃ یقع علی حادۃ او منفرجۃ لم یکن مقابلا للکعبۃ وھو لا یخلو عن بعد اھ **اقول** ھذا عجیب من مثل ذلك الجھبذ المبرز فی الفنون الھندسیۃ **فاولا** انما قال الامام ان تقع الکعبۃ بین الخطین لا ان یصل شیئ منھما الی جدار الکعبۃ **وثانیا** انما قال یلتقیان بین العینین علی قائمۃ لا ان یتصل احدھما بالکعبۃ فیحدث ھنالك قائمتین ولذلك افرد القائمۃ **اقول** وبما قررنا ظھر قلق ما قال الفاضل الحلیمی افندی فی حاشیۃ الدرر ان حاصلہ ان تقع الکعبۃ بین خطین یخرجان من العینین وان کان احد الخطین طویلا کما ھو المشاھد عند انحراف التوجہ اھ فان الخطین یمتدان الی الافق فلا مساغ ثمہ لطول وقصر ولا داعی الی قطعھما علی حد وانما النظر الی الفضاء الحاصل بینھما ان تقع الکعبۃ فیہ **اقول** اس قول پر یہ خط جو وسط دماغ محاذی عینین سے زاویہ قائمہ بناتے نکلے ان کے اندر کعبہ کسی طرح واقع ہونا مطلقاً حصول جہت کو کافی ہے اگرچہ ایک خط کعبہ سے ملا ہوا گذرے اب اگر یہاں یہ معنی لیے جائیں کہ یہ دونوں خط جہاں تک پھیلیں ان کے اندر اندر جو کچھ ہے جہت کعبہ ہے اُس کی طرف توجہ توجہ بجہت کعبہ ہے جیسا کہ احیاء امام حجۃ الاسلام سے نقل کیا گیا ولم ارہ فیہ ولا فی شرحہ اتحاف السادۃ فی کتاب اسرار الصلٰوۃ کہ ان دونوں خطوں کا بیان کرکے فرمایا فما یقع بین الخطین الخارجین من العینین فھو داخل فی الجھۃ تو اس تقدیر پر یہ قول بھی مثل دو قول پیشیں اُتنی ہی وسعت بعیدہ رکھے گا کہ جب زاویہ قائمہ ہے اور اُس کے ایک خط سے کعبہ متصل ہوسکتا ہے تو دونوں طرف تقریباً نوّے درجے انحراف جائز ہوا اور وہی ایک خفیف ناقابل احساس مقدار کم ایک سو اَسّی [۱۸۰] درجے تک جہت پھیل گئی اور وہی مخالفت نص واجماع لازم آئی یہ لاجرم مراد ہے کہ وقت نماز جب تک کعبہ معظمہ ان دونوں خطوں کے اندر ہے وہاں تک انحراف میں جہت باقی ہے تو یہ نہ ہوگا مگر عین کعبہ سے دونوں طرف ۴۵-۴۵ درجے انحراف تک کہ ٹھیک جہت توجہ کا خط اس زاویہ قائمہ کی تنصیف کرتا ہے تو اگر نصف قائمہ سے زیادہ انحراف ہوا کعبہ دونوں خطوں سے باہر ہوجائے گا کما لایخفی بالجملہ حاصل یہ کہ آدمی ٹھیک محاذی کعبہ کھڑا ہو اُس وقت جو یہ خطوط نکل کر پھیلیں اُن کے اندر اندر دونوں طرف کو انحراف روا ہے اب یہ عبارت آئندہ پنجم کی طرف راجع ہوجائے گا اور طرفین میں پینتالیس [۴۵] پینتالیس [۴۵] درجے تک انحراف جائز ہوگا اور یہ صاف وصحیح بے غبار ہے **چہارم** کہ نہایت تحقیق طلب ہے قال فی الدرر جھتھا ان یصل الخط الخارج من جبین المصلی الی الخط المار بالکعبۃ علی استقامۃ بحیث یحصل قائمتان اھ وھذا ھو الوجہ الاول واختلف الانظار فی محلہ فحملہ العلامۃ الشامی فی ردالمحتار علی بیان المسامتۃ

الحقيقية حيث ذكرا ولا عن المعراج عن شيخه ان معنى التحقيق انه لو فرض خط من تلقاء وجهه على زاوية قائمة الى الافق يكون مارا على الكعبة اه وهو اتمها اه ثم نقل كلام الدر ثم قال قوله في الدر على استقامته متعلق بقوله يصل لانه لو وصل اليه معوجا لم تحصل قائمتان ثم الطريقة التي في المعراج هي الطريقة الاولى التي في الدر الا انه في المعراج جعل الخط الثاني مارا على المصلى على ما هو المتبادر من عبارته وفي الدر جعله مارا على الكعبة اه ثم صور الذي في المعراج هكذا

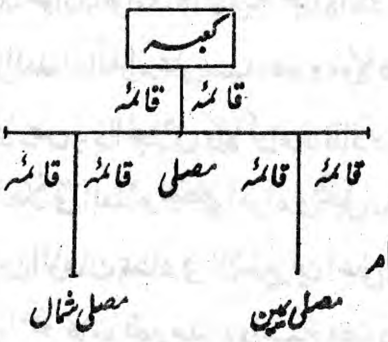

قلت وقد يؤيد

هذا الحمل ان اصل الكلام للامام حجة الاسلام وهو والذي في الدر من الوجه الاول هكذا

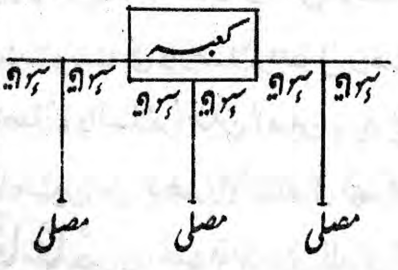

كما في شرح النقاية هكذا معنى التوجه الى عين الكعبة هو ان يقف المصلى بحيث لو خرج خط مستقيم من جبهته بحيث يتساوى بعده عن العينين الى جدار الكعبة تحصل من جانبيه زاويتان متساويتان اه ثم ذكر معنى التوجه الى الجهة بما قدمنا في القول الثالث **اقول اولا** لكن يلزم العلامة المحشي بهذا الحمل حمل الجبين في عبارة الدر على الجبهة ولا غرو ففي تاج العروس عن شيخه قد ورد الجبين بمعنى الجبهة لعلاقة المجاورة في قول زهير كما صرحوا به في شرح ديوانه ثم ذكر شعرا مثله للمتنبي لكن العلامة المحشي رحمه الله تعالى قد استدل بوقوع لفظ الجبين في عبارة الدر على انه لا يلزم خروج الخط من وسط الجبهة فان الجبين طرفها وهما جبينان كما تقدم فيكون هذا منافيا لذلك **واقول ثانيا** زاد في التصويرين مصليين عن يمين وشمال غير محاذيين للجدار الذي بازائه المصلى الوسطاني واقام اعمدتهما في التصوير الاول على المار بذلك المصلى عرضا ولا شك انهما لا ينتهيان الى الكعبة بل تنبذ اوران عنها ذات اليمين وذات الشمال كما صور وانما كان شرط في المعراج ان يمر الخط بالكعبة وفي التصوير الثاني اقامهما على الخط المار في امتداده بالكعبة غير واقعين على نفس البيت بل متزاورين عنها كما مر ولم يرم الدر خطا يمر على الكعبة ممتدا عن جنبيها الى الافق انما اراد خطا مقتصرا عليها ليقع مرور خط الجبين على نفس الكعبة كما في المعراج والا كيف تكون مسامتة حقيقية مع كون المصلى بمعزل عن محاذاتها فهذان المصليان لا مدخل لهما في تصوير الحقيقية وكانه رحمه الله تعالى اراد ان يزيد مع تصوير الحقيقية تصوير التقريبية وقد كان سهلا علينا ان نفرض المصلين المزيدين منتقلين بعدة فراسخ بحيث لا تزول المقابلة لكنه رحمه الله تعالى سبق الى خاطره ان الشرط في التقريب ان يقف المصلى على ذلك الخط المار عرضا بالمصلى الوسطاني او نقول يقوم بحذاء ذلك الخط العرضي المار

فی امتدادہ بالکعبۃ بحیث یکون خط جبھۃ عمودا علی احدھما ای فی التصویر وعلیھما جمیعا فی التقدیر وبعد تحقق ھذا الشرط لاتقدیر بمسافۃ فلیحفظا وجھتھما وینتقلا ما بدالھما فاذن یکون الخط القائم علیہ اوالیہ المصلیان غیر محدود علی ما زعم کما یاتی تنصیصہ وھاتان زلتان عظیمتان یجب التنبہ لھما فان الامردین وحاش ﷲ لایزری بالعلماء وقوع بعض زلات من اقلامھم لاسیما مثل ھذا المحقق الذی استنار مشارق الارض ومغاربھا بنور تحقیقاتہ السنیۃ وتطفل الوف مثلی علی موائد عوائد فوائدہ الھنیئۃ جزاہ اﷲ تعالٰی جزاء العز والاکرام جمع بیننا وبینہ فی دارالسلام بفضل رحمتہ بہ وبسائر العلماء الکرام علی سیدھم ومولاھم وعلیھم وعلیہ وعلینا الصلٰوۃ والسلام اٰمین اٰمین یا بدیع السمٰوات والارض یا ذاالجلال والاکرام فانا اذکر فی سیاق ذلک ماعرض للمحشین من الوھم والایھام فی فھم کلام المدقق العلائی العلام لیتضح المرام وینجلی بدر السداد من تحت الغمام **فاعلم** ان الجھبذ المدقق الذی قلما اکتحل عین الزمان بمثلہ فی الاخیرین اعنی العلامۃ علاء الدین محمد الحصکفی عاملہ اﷲ تعالٰی بلطفہ الوفی اثرھھنا عن المنح کلاما قصر مبناہ واستتر معناہ فقال اصابۃ جھتھا بان تبقی شیئ من سطح الوجہ مسامتا للکعبۃ اولھوائھا بان یفرض من تلقاء وجہ مستقبلھا حقیقۃ فی بعض البلاد خط علی زاویۃ قائمۃ الی الافق مارا علی الکعبۃ وخط اٰخر یقطعہ علی زاویتین قائمتین یمنۃ ویسرۃ منح قلت فھذا معنی التیامن والتیاسر فی عبارۃ الدرر فتبصر اھ **اقول** اراد العلامۃ الغزی من تلقاء وجہ مستقبلھا حقیقۃ فی ای بلد کان فعبر ھذا التنکیر بتنکیر بعض ولو قال کقول المعراج فی ھذا البلد ای البلد والمطلوب الجھۃ لکان اولٰی قال العلامۃ السید احمد المصری الطحطاوی فی حاشیۃ **قولہ** منح اختصر عبارتھا وھی فلوفرض خط من تلقاء وجہ المستقبل للکعبۃ علی التحقیق فی بعض البلاد وخط اٰخر یقطعہ علی زاویتین قائمتین من جانب عین المستقبل وشمالہ لاتزول تلک المقابلۃ بالانتقال علی ذلک الخط بفراسخ کثیرۃ ولھذا وضع العلماء قبلۃ بلد وبلدین وبلاد علی سمت واحد **قولہ** قلت فھذا معنی الخ لیس کما فھمہ فان المتیامن والمتیاسر فی عبارتہ ھو الخط وفی عبارۃ الدرر الشخص الخ وعزاہ للعلامۃ السید ابراھیم الحلبی محشی الدرر وقال السید العلامۃ محمد الشامی فیہ ان عبارۃ المنح ھی حاصل ماقدمناہ عن المعراج ولیس فیھا قولہ مارا علی الکعبۃ بل ھو المذکور فی صورۃ الدرر ویمکن ان یراد انہ مار علیھا طولا لاعرضا فیکون ھو الخط الخارج من جبین المصلی والخط الاخر الذی یقطعہ ھو المار عرضا علی المصلی اوعلی الکعبۃ فیصدق بما صورناہ اولا وثانیا ثم ان اقتصارہ علی بعض عبارۃ المنح ادی الی قصر بیانہ علی المسامتۃ تحقیقا وھی استقبال العین دون المسامتۃ تقدیرا وھی استقبال الجھۃ مع ان المقصود الثانیۃ فکان علیہ ان یحذف قولہ من تلقاء وجہ مستقبلھا حقیقۃ فی بعض البلاد اھ فھذا کل ما اوردوہ وتمام ما ارادوہ **اقول** وباﷲ التوفیق **شرح نظم الدر ھکذا** (یفرض من تلقاء وجہ) ای وسط جبھتہ (مستقبلھا حقیقۃ) بحیث لورفعت الحجب لرئیت الکعبۃ بین عینیہ (فی بعض البلاد) ای ای بلد یراد (خط) مستقیم قائم

(علی) الخط المار بجبهته معترضا من وسطه الی یمینه او شماله بحیث یحدث معه (زاویة قائمة) عند الجبهة ولم یقل قائمتین لانه لا یجب فرض المعترض مارا الی الجهتین بل یکفی ادنی خط الی ایة جهة منهما فلا یحدث بالفعل الاقائمة واحدة وذلك من ایجازات هذا الفاضل المدقق فان زاویة قائمة اخصر من زاویتین قائمتین وفیها الکفایة فاختار ما قل وکفی (الی الافق) مقابل من فی قوله من تلقاء وجه ای یبتدئ من وسط الجبهة وینتهی الی الافق ویکون فی امتداده هذا (مارا علی) نفس (الکعبة) الی ههنا تم بیان المسامتة الحقیقیة ثم شرع فی بیان التقریبیة فقال (و) یفرض (خط اٰخر) مستقیم (یقطعه) عند جبهة المستقبل (علی زاویتین قائمتین) مارا بالعرض (یمنة ویسرة) ای یمین المستقبل ویساره ولم یکتف بالخط الاخر المشار الیه فی قوله علی زاویة قائمة لان ثمه کان یکفی ادنی ما ینطلق علیه اسم الخط فی احد الجانبین وان لم یستوعب نصف جبین ذلك الجانب ولا ربعه والاٰن یحتاج الی خط ممتد یمینا وشمالا الی فراسخ کثیرة لیکون محل الانتقال یمنة ویسرة ولذا اتی ههنا بتثنیة القائمة فاذا انتقل المصلی علی هذا الخط فی ای جهة الی فراسخ کثیرة حسب ما یقتضیه بعد البلد من الکعبة لا یخرج عن الجهة واشار الی ذلك **بقوله** (قلت فهذا معنی التیامن والتیاسر) المسوغین للمصلی (فی عبارة الدرر) فان الدرر انما ذکر تیامن المصلی وتیاسره وکان یحتمل ان معناه یجعل الکعبة علی یمینه او یساره ولیس مرادا قطعا فرسم الخط یمنة ویسرة واشار بطرف خفی کعادته رحمه الله تعالی فی غایة الایجاز الی ان ذلك التیامن والتیاسر للمصلی انما هو علی هذا الخط المخرج یمنة ویسرة لا ما یتوهم (فتبصر) کیلا تزل وقد ظهر لك من هذا الشرح بتوفیق الله تعالی **اولا** سقوط ما زعموا ان بیانه قاصر علی الحقیقیة کیف ولو کان کذلك لما احتاج الی قوله وخط اٰخر الخ لان بیان الحقیقیة قد تم الی قوله مارا علی الکعبة **وثانیا** سقوط ما اعترض به العلامتان الحلبی والطحطاوی من التخالف بین کلامی الدرر والدرر فی معنی التیامن والتیاسر کما علمت **وثالثا** سقوط ما زعم العلامة الشامی من التغایر فی تصویره وتصویر المنح ومن العجب انه رحمه الله تعالی معترف بان عبارة المنح حاصل ما قدمناه عن المعراج وقد تقدم فی المعراج مروره علی الکعبة فمن این نشأ التغایر وانما عبارته عین عبارة المعراج لا تفاوت بینهما الا ان المعراج ذکر المرور علی الکعبة فی الجزاء والدرر اورده حالا لانه کان بصدد بیان التقریبیة فاخذ الحقیقیة فی الفرض والتصویر **ورابعا** اعجب منه قوله کان علیه ان یحذف قوله من تلقاء وجه الی اٰخر الخ ولا ادری کیف یتم بیان التقریب باسقاط هذه الکلمات مع عدم ذکره عند کم الانتقال علی ذلك الخط یمینا وشمالا وان استنبط هذا من قوله فهذا معنی التیامن کما فعلت فلیت شعری ما ذا یضره ذکر الاخراج من تلقاء وجه المستقبل حقیقة فلیس الا بفرض التحقیق اولا ثم تقدیر الانتقال عنه **وخامسا** لئن اسقط هذا کله لبقی مخرج الخط مهملا لم یتبین ولم یتعین فلا تقریب ولا تحقیق والله الهادی الی سواء الطریق **قال الشامی قوله قلت الخ**

قد علمت انہ لو فرض شخص مستقبلاً من بلدہ لعین الکعبۃ حقیقۃ بان یفرض لخط الخارج من جبھتہ واقعا علی عین الکعبۃ فھذا الساعۃ لھا تحقیقا ولو انہ انتقل الی یمینہ او شمالہ بفراسخ کثیرۃ فرضنا خطا مارا علی الکعبۃ من المشرق الی المغرب (**قلت قالہ** بالنظر الی بلدہ الشامی لان قبلۃ الشام الجنوب ویقال فی بلادنا من الشمال الی الجنوب وبالجملۃ المراد الخط المعترض قال) وکان الخط الخارج من جبین المصلی یصل علی استقامتہ الی ھذا الخط المار علی الکعبۃ فانہ بھذا الانتقال لاتزول المقابلۃ بالکلیۃ لان وجہ الانسان مقوس فمھما تاخر یمینا اویسارا عن عین الکعبۃ یبقی شیئ من الوجہ مقابلا اھ **اقول** فھم رحمہ اللہ تعالی ان وصول خط الجبھۃ عمودا علی الخط المعترض المار بالکعبۃ عند الانتقال للیمین والشمال شرط بقاء الجھۃ عندھم وقد افصح عنہ بُعَید ھذا حیث قال بل المفھوم مما قدمناہ عن المعراج والدرر من التقیید بحصول زاویتین قائمتین عند انتقال المستقبل لعین الکعبۃ یمینا اویسارا انہ لا یصح لوکانت احدھما حادۃ والاخری منفرجۃ بھذہ الصورۃ

اھ وفیہ **اولا** لیس فی عبارۃ الدرر ذکر الانتقال ھھنا اصلا فضلا عن حصول قائمتین بعد الانتقال وما ذکر بعد فی التفریع من التیامن والتیاسر فلیس فیہ ایضا اثر من ذلک بل ولا ھو یستلزم الانتقال یحصلان لک بالانحراف عن المحاذات وانت قائم مقامک وبہ عبر فی الدرر حیث قال فیعلم منہ انہ لو انحرف عن العین انحرافا الخ **وثانیا** المعراج وکل من ذکرنا من متابعیہ انما فرضوا خطا من جبین مستقبل العین مارا الی الکعبۃ۔ واخر قاطعا لہ علی قائمتین ثم فرضوا الانتقال یمینا ویسارا بفراسخ کثیرۃ علی ھذا القاطع ولم یشترط ھو ولا احد منھم حدوث القائمتین بعد الانتقال **وثالثا** لو شرط ذلک لم یصح لان الانتقال لایمکن علی خط مستقیم فان القاطع انما یمر فی جانبی المستقبل بعد موضع قدمہ فی الھواء لکون الارض کرۃ وانما ینتقل المنتقل علی دائرۃ فھو ان حفظ توجھہ حین استقبالہ عین الکعبۃ وانتقل علی تلک الدائرۃ یمینا وشمالا فلا شک ان الخط الخارج من جبھتہ لایقطع الخط المار بالکعبۃ عرضا علی قائمتین کما لایخفی **ورابعا** یصح ذلک اولایصح فلن یصح قولہ مھما تاخر یمینا اویسارا وانما ذکر المعراج ومن معہ بقاء الجھۃ بالانتقال علیہ بفراسخ کثیرۃ وھذا صحیح ولم یدعوا انہ مھما انتقل ثم یتبدل کیف والواغل فی الانتقال علیہ لایبقی مواجھا للکعبۃ لاشک وسیستبین لک **وخامسا** لما ارتکز فی ذھنہ رحمہ اللہ تعالی ان شرط بقاء المواجھۃ وصول خط الجبھۃ الی ذلک الخط المعترض بالکعبۃ عمودا توھم ان لو ترک المنتقل تلک الوجھۃ وانحرف قلیلا یمینا او شمالا لم یصح لکون الزاویتین اذذاک حادۃ منفرجۃ کما قد زعم ان کلام المعراج والدرر ھذا مخالف لاجازۃ الانحراف القلیل المصرح بھا فی غیر ما کتاب وصرح بہ اذ قال والحاصل ان المراد بالتیامن والتیاسر الانتقال عن الکعبۃ الی جھۃ الیمین او الیسار لا الانحراف لکن وقع فی کلامھم ما یدل علی ان الانحراف لایضر ثم نقل کلام القھستانی وشرح العلامۃ الغزی لزاد الفقیر ومنیۃ المصلی عن امالی الفتاوی والعجب انہ نسی ما نقل بنفسہ عن الدرر فان الذی نقل ھھنا عن القھستانی عین ما قدما عن الدرر من ان الانحراف الیسیر الذی لاتزول بہ المقابلۃ بالکلیۃ لایضر فکیف یکون کلام الدرر مخالفا لہ **وسادسا** لیس الامر کما فھم بل انحراف وسط جبھۃ المستقبل عن مسامتۃ الکعبۃ لازم الانتقال والخروج عن سطح الجدار الشریف ولو حفظ فی انتقالہ تلک الوجھۃ

لاتی علی ما یخرجہ عن الجہۃ بالکلیۃ ولو انحرف عن تلک الوجہۃ انحرافا مناسبا لحفظ التوجہ الی الکعبۃ فکلامہ منقوض طردا وعکسا ولیکن لبیان ذلک موضع شر فی مکۃ المکرمۃ بین طولیہما نحو من ثلثمائۃ وخمسین میلا اعنی خمس درج وعرضہا کآ الط نحوا من عرض مکۃ المکرمۃ علی ما ثبت بالقیاسات الجدیدۃ کاالہ فاذن تکون قبلتہ نقطۃ المغرب سواء بسواء کما لایخفی علی المہندس وذلک لان فی اللوغارثمیات ظل عرض مکۃ ۳۲۳ ۵ ۹۳ ۹،۵جیب تمام ما بین الطولین ۲۴۲ ۳۴ ۹،۹۹۸ = ۱ ۵۸ ۱ ۵ ۹ ۵ ۹، ظل عرض موقع العمود الواقع من نقطۃ المغرب علی نصف نہار البلد مارا بسمت راس مکۃ المکرمۃ قوسہ کآ الط مساویۃ لعرض البلد فیکون العمود نفسہ دائرۃ سمتیۃ مرت بسمت راس البلد ومکۃ ثم نقول ظل ما بین الطولین ۸ ۱ ۵ ۹ ۱۴ ۸،۹ + جیب تمام عرض موقع العمود ۲۷۶ ۹،۹ ۶ = ۴ ۹ ۷۶ ۹،۰۶ ۱۰ نجعلہ محفوظا وننتقل علی نصف النہار ہذا یمینا وشمالا مع حفظ الوجہ اعنی بقاء القطب الشمالی علی المنکب الایمن فلیکن **اولاً** موضع علی خط الاستواء فعرض الموقع ہو الفضل بینہ وبین عرض البلد لانتفائہ جیب ۴۶ ۵ ۷ ۳ ۶ ۵ ۹،۰ ویبقی بتفریقہ من المحفوظ ظل الانحراف الشمالی ۲۴۸ ۹ ۴۶ ۹،۳ قوسہ مــــہ لب تمامہا عــــح لح فمن حفظ الوجہۃ فقد انحرف عن القبلۃ اکثر من سبع وسبعین درجۃ وہو بان یسمی مجانبا احق من ان یسمی مواجہا اذ لم یبق بین جنبہ الحقیقی وبین الکعبۃ الا اقل من ثلث عشرۃ درجۃ بینہا وبین وجہہ اکثر من ۷۷ درجۃ وان انحرف عن تلک الوجہ الی یمینہ اعنی الشمال اکثر من ۷۷ درجۃ فقد اصاب القبلۃ بہذا الانحراف العظیم فانتقض ذلک طردا وعکسا فی انتقال اقل من اثنتین وعشرین درجۃ ولیکن **ثانیا** موضع عرضہ مــــہ نح شمالیا لیکون انتقال الشمالی مثل ذلک جنوبی فتفاضلہ مع عرض الموقع مثلہ فجیبہ جیبہ والعمل العمل یکون انحراف القبلۃ ہنا من نقطۃ المغرب الی الجنوب عــــح لح ولزم ما لزم ولیکن **ثالثا** عرضہ الجنوبی مــــہ نح فمجموعہ مع عرض الموقع مــــل الرجیبہ ۳۰۷۳ ۹،۹۵۵ مفروقا من المحفوظ = ۸،۹۵۵۳۷۲۱ قوس ذا الظل کاط تمامہا قــــہ نا فقد انحرف القبلۃ من نقطۃ المغرب خمس وثمانین درجۃ ولم یبق الی نقطۃ الشمالی الا خمس درج فان حفظ الوجہۃ بطلت صلاتہ قطعا وان توجہ الی القطب الشمالی صحت یقینا وان اخذ تاما بین الطولین اصغر من ذلک یظہر التفاوت اکبر من ذلک وبالجملۃ فتلزم استحالات لاتحصی فالحق ان لیس فی عبارۃ الدرر ولا المعراج ولا شیئ مما ذکر ما فہم من جواز الانتقال علی ذلک الخط مہما شاء ولا ما فہم من مخالفتہما لتجویز الانحراف الیسیر ولا ما فہم من اشتراط حفظ الوجہۃ لبقاء الجہۃ ولا ما فہم من افادتہما فساد الصلوۃ ان احدث الخطان زاویتین مختلفتین بل الامر فیہ کما **اقول** انہم انما فرضوا الانتقال علی القاطع لہ علی قائمتین ای علی نصف نہار الموضع المفروض المسامت حقیقۃ لیحصل بالانتقال الانحراف علی عکس ما فہم العلامۃ المحشی رحمہ اللہ تعالٰی وذلک لانہ لو جعلت الکعبۃ مرکزا ورسمت ببعد مستقبلہا دائرۃ وانتقل ہو علیہا حتی طاف الدنیا وعاد الی مقامہ الاول ای علی الفرض لم یزل الاستقبال الحقیقی ولم یحصل انحراف ما

اصلا ومقصودهم ان ينبهوا على جواز الانحراف اليسير ففرضوا الخط كما مر وذكروا انه لا يجاوز الجهة بالانتقال عليه الى فراسخ كثيرة وقد صدقوا فی ذلك ولم يقدروا الفراسخ لانها تتبدل بتبدل البعد كما تقدم ولو ارادوا تسويغ الانتقال مطلقا لما قيدوا بفراسخ وقالوا لا يزول بالانتقال كم ما كان قلتم فهذا ما كان يجب التنبه له وبالله التوفيق وليرجع الى ما كنا فيه **فاقول ثالثا** بقى فی شرح عبارة الدر شیئ وهو جعل على استقامته متعلقا بيصل وانت تعلم انه كما يجب الاستقامة بهذا المعنى فی الخط الخارج من الجبهة كذلك فی الخط المار بالكعبة عرضا وعلى جعله متعلقا بيصل لا يبقى ايماء الى استقامة المار ويصير قوله بحيث تحصل قائمتان مجرو بيان لقوله على استقامة فالاصوب عندی جعله متعلقا بالمار ليتم البيانان وليصير تاسيسا وليتعلق بالقريب هذا ما كان يتعلق بالحمل الاول **وحمله** الفاضل الحليمی فی حواشی الدر على بيان التقريبية حيث قال قوله بحيث تحصل قائمتان اطلقه فشمل ان تينك القائمتين يتساوى بعدهما عن العينين الى جدار الكعبة اولا فالاول هو المراد فی التوجه الى العين والثانی فی التوجه الى الجهة وهو المراد هنا فقط ثم قال حاصله ان تقع الكعبة بين خطين الى اخر ما قدمنا عنه فصرح بالمراد وجعل حاصل الوجهين واحدا اقول وهذا اولى بوجوه لقوله فی صدره استقبال عين الكعبة للمكی وجهتها لغيره ان يصل الخ فافاد انه الان بصدد بيان التقريبية لا الحقيقية الواقعة على العين ولانه قال بعده اونقول هو ان تقع الكعبة الى اخر ما تقدم فی القول الثالث ولاشك انه للتقريب وظاهر قوله اونقول ان محصلهما واحد ولان الجبين يكون على هذا بمعناه الحقيقی وكذلك فهم العلامة الطحطاوی قصور بيان الدر هكذا حتى يرد عليه انه مع حمل الجبين على طرفی الخطين الى الكعبة عمودين وانه قد علمت حما الجبهة بل منحرفا من الجبين الايمن يمينا و الخارجين من الجبينين عمودا على خط مستقيم

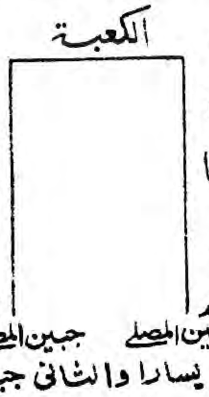

اقول وليس المراد حدوث الخطين فی حالة واحدة الجبهة عدل الى جعله لبيان التحقيق حيث اوصل قدمنا ان الخط الخارج من الجبين لا يخرج على استقامة من الايسر يسارا وانه لا يمكن ان يكون كلا الخطين بل المراد عندی تصوير التيامن والتياسر فالاول مثلا جبين المصلى الايمن عند انحرافه عن الكعبة يسارا والثانی جبينه الايسر حين انحرافه يمينا وايضاح تصويره هكذا ينبغی ان يفهم هذا المقام اما قوله رحمه الله تعالى فی بيان تصويره نقلا عن بعض الافاضل فقد حصل من الخط المار بالكعبة

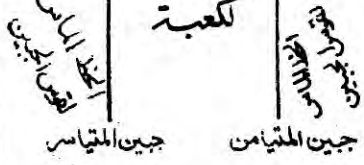

قائمة ومن الخط الخارج من جبين المصلى قائمة اخرى وحدث منهما زاويتان متساويتان اه **فاقول** هذا وان كان فی حكايته غنى عن نكايته لكن لا ازراء فيه بهم فانهم رحمهم الله تعالى لم يكن لهم اشتغال بتلك الفنون وقد كانوا معتنين بما يهم ويعنی فرحمهم الله تعالى ورحمنا بهم رحمة تكفی وتغنی امين **ثم اعلم** ان الجبينين منتهيان فی الجانبين الى محاذاة الحاجبين قال فی القاموس الجبينان حرفان مكتنفا الجبهة من جانبيها فيما بين الحاجبين مصعدا

الی قصاص الشعر ۃ بالجملۃ ہماری تحقیق پر قول چہارم کا حاصل یہ ہوا کہ محاذات حقیقیہ سے دونوں طرف جھک سکتا ہے کہ جبین یعنی کنارۂ پیشانی محاذی کنارۂ بیرونی ابرو سے جو خط اُس کی استقامت پر افق کی طرف جائے سطح کعبۂ معظمہ پر زاویہ قائمہ بناتا گذرے **اقول** ظاہر ہے کہ اس معنی پر جبین سے دوسری تک یعنی مابین دوابرو اگر سر کو مدوّر فرض کیا جائے تقریبًا ربع دور ہوگا تو وسط جبہہ سے ہر طرف ثمن دَور ہے صفت مذکورہ پر خط اگر وسط پیشانی پر جاتا تو محاذات حقیقیہ ہوتی اب اُس سے ثمن دور پھرنا صحیح ہوا تو وہی جانبین کعبہ میں ۴۵ - ۴۵ درجے آئے قول سوم کا بھی یہی محصل تھا اور کیوں نہ ہو کہ عبارت درر سے اُن کا ایک محصل ہونا ظاہر کما قدمنا و باللہ التوفیق **پنجم** اہل مشرق کا قبلہ مغرب ہے اہل مغرب کا مشرق اہل جنوب کا شمال اہل شمال کا جنوب تو جب تک ایک جہت دوسری سے نہ بدلے مثلًا ربع مغرب میں قبلہ ہے یہ ربع شمال یا ربع جنوب کی طرف مونھ کرے جہت قبلہ باقی رہے گی **اقول** اس قول کا حاصل یہ ہے کہ موضع مصلی سے محاذات حقیقیہ کا خط کعبۂ معظمہ پہ گذرتا ہوا دونوں طرف کرکے افق تک ملا دیں اور وہیں سے دوسرا خط اُس پر عمود گرائیں کہ افق کے چار حصے مساوی ہوجائیں پھر ہر حصے کی تنصیف کرکے ہر دو نصف متجاور میں خط وصل کردیں ان اخیر خطوط سے جو چار ربع افق حاصل ہوں گے وہی ارباع جہات اربعہ ہیں ان میں وہ ربع جس کے منتصف پر کعبہ معظمہ ہے جہت استقبال ہے اور اُس کے مقابل جہت استدبار اور باقی دو ربع جہات یمین وشمال بایں صورت

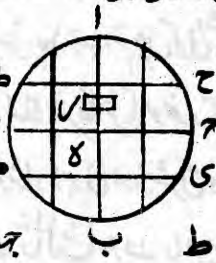

ہ مصلی ہے اور ر کعبہ معظمہ ا ب خط محاذات حقیقیہ ح ء اُس پر عمود ان نقاط اربعہ نے تربیع افق کی ح ط ء ی ک پھر ربع ا ح کو ح اور ربع ا ء کو ط پر تنصیف کرکے خط ح ط ملا دیا یونہیں ط ک = ک ی - ی ح تو قوس ح ا ط جہت قبلہ ہے اور ی ب ک جہت استدباری ح ح جہت یمین ک ء ط جہت شمال - ہ اگر ا کی طرف مونھ کرے عین کعبہ کی طرف متوجہ ہے اور روا ہے کہ دہنی جانب ح یا بائیں طرف ط کے قریب تک پھرے جہت قبلہ باقی رہے گی جب قوس ح اط سے باہر گیا جہت نہ رہی تو وہی دونوں جانب ۴۵ - ۴۵ درجے تک انحراف روا ہوا یہ قول نفیس خود امام مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے منقول فتاوی خیریہ میں ہے عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی المشرق قبلۃ اھل المغرب والمغرب قبلۃ اھل المشرق والجنوب قبلۃ اھل الشمال والشمال قبلۃ اھل الجنوب شرح نقایہ علامہ قہستانی میں ہے قال الزندویسی ان المغرب قبلۃ اھل المشرق وبالعکس والجنوب لاھل الشمال وبالعکس فالجھۃ قبلۃ کالعین حلیہ میں ہے قد قطع الزندویسی فی روضتہ بالتفریع المذکور الخ قالہ بعد ماذکر انہ بناہ علی کون الکعبۃ وسط الارض وتردد فی ثبوتہ ثم ایدہ بکلام الامام الرازی فی التفسیر وانہ من القضایا المتلقاۃ بالقبول اقول لا محل لتردد فان الارض کرۃ فلک ان تقدر ایۃ نقطۃ منھا شئت وسطا والکعبۃ احق بذلک فان اللہ تعالٰی جعلھا مثابۃ للناس ثم الفرع لا یتوقف علیہ الا تری انا صورناہ بفرض موضع المصلی وسطا نظم زندویسی پھر ذخیرہ پھر حلیہ میں ہے قبلۃ اھل المشرق الی المغرب عندنا وقبلۃ اھل المغرب الی المشرق وقبلۃ اھل المدینۃ الی یمین من توجہ الی المغرب وقبلۃ اھل الحجاز الی یسار من توجہ الی المغرب اھ **اقول** کانہ اراد بالحجاز نحو الیمین والا فالمدینۃ السکینۃ سیدۃ الحجاز وسیدۃ بلاد العالم ثم من المعلوم قطعا ان

قبلتها الی یسار من توجہ الی المغرب اعنی الجنوب فکانہ انقلب فی البیان الیمین والیسار او تبدل المشرق بالمغرب ولعل من ھذا القبیل واللہ تعالٰی اعلم ماوقع فی الخانیۃ من ان القبلۃ لاھل الھند مابین الرکن الیمانی الی الحجر وکتبت علیہ **اقول** ھذا جھۃ الجنوب ولایصح الالبعض بلاد الھند الی عرض کح تقریبا الاان یقرء الحجر بالکسر وھو الحطیم ویراد بالرکن الیمانی الجدار الیمانی تماما ویخرج الغایتان فیبقی الجدار الشرقی الذی فیہ الباب الکریم اویقرء الرکن علی معناہ ویدخل الغایتان ویراد التوزیع ای قبلۃ الھند متوزعۃ بین الجنوب والشرق والشمال وھذا البعید بعد قولہ ثم تعین لکل قوم منھا ای من الکعبۃ مقام فلاھل الشام الرکن الشامی ولاھل المدینۃ موضع الحطیم والمیزاب لاھل الیمن الرکن الیمانی ولاھل الھند الخ فلیتامل واللہ تعالٰی اعلم **اقول** یہی قول نقل وعقل وشرع وعرف سب سے مؤید اور یہی اضبط الاقوال واعدل واصح واظہر واسد **اولاً** یہ خود امام مذہب سے منقول وکلام الامام امام الکلام واذا قال الامام فصدقوہ فان القول ما قال الامام **ثانیاً** امام احمد وبخاری ومسلم وابوداود وترمذی ونسائی وابن ماجہ وغیرہم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا اتی احدکم الغائط فلایستقبل القبلۃ ولایولھا ظھرہ ولکن شرقوا او غربوا جب تم میں کوئی شخص پاخانے کو جائے تو نہ قبلہ کو مونھ کرے نہ پیٹھ ہاں پورب پچھم مونھ کرو مدینہ طیبہ کا قبلہ جانب جنوب ہے لہذا شرقاً غرباً مونھ کرنا فرمایا ہمارے بلاد میں جنوباً شمالاً ہوگا حدیث میں جنوب شمال کے کسی حصے کو رو یا پشت کرنے کی اجازت ارشاد نہ ہوئی اور مشرق ومغرب کے کسی حصے کا استثنا نہ فرمایا تو دائرۂ افق کے صاف چار حصے ظاہر ہوئے جن میں ایک جہت استقبال ہے **ثالثاً** عرف عام میں بھی یہ دائرۂ چار ہی ربع پر منقسم شرق غرب جنوب شمال اور بدن انسان بھی چار ہی رخ وپہلو رکھتا ہے قدام خلف یمین شمال انھیں میں فوق وتحت ملاکر تمام جہان میں جہات ستہ مشہور ہیں ان چاروں میں ایک کو دوسری پر کوئی ترجیح نہیں کوئی وجہ نہیں کہ مثلاً ایک کا اتساع ۱۴۰ درجے تک لیا جاوے اور دوسری کا صرف ۴۰ تک تو دائرۂ افق چار ربع متساوی ہی پر منقسم ہونا چاہیے **رابعاً** دائرۂ افق میں چار نقطے مفروض ہوئے اُن میں ایک نقطۂ استقبال حقیقی ہے دوسرا استدبار حقیقی دو باقی یمین وشمال حقیقی تو جوان میں کسی نقطہ کا ٹھیک محاذی نہ ہو اُس کی تقریب لاجرم لاجع بقریب ہوگی بعید کی طرف نسبت تبعید ہے نہ کہ تقریب لاجرم ہر ایک کے پہلو پر وہی ثمن ثمن دور اُس کا حصہ پڑے گا **خامساً** تمام اقوال مذکورہ میں یہ ایسا نص ہے کہ دوسری طرف راجع نہ ہوگا اور بقیہ اقوال سب اس کی طرف رجوع کرسکتے ہیں اور قاعدہ مستمرہ ہے کہ توفیق ابقائے خلاف سے اولٰی ہے اور محتمل جانب مفسر رد کیا جاتا ہے قول سوم وچہارم کا یہی محصل ہونا تو ہم اوپر بیان کرچکے ہیں اور قول اول میں عبارت منیہ قبلۃ اھل المشرق المغرب عندنا کی شرح امام ابن امیر الحاج نے اسی عبارت ذخیرہ عن نظم الزندویسی سے فرمائی جس میں تقسیم رباعی مذکور قول دوم وجہ سے جبہہ سے مراد لینا چاہیے کہ موضع سجود ہونے کے سبب اشرف اجزائے وجہ ہے اوپر گذرا کہ وجہ کو مطلق چھوڑیں تو جہتین یمین وشمال بھی داخل استقبال ہوئی جاتی ہیں کہ کان کے نزدیک کنپٹیوں کی جہت یقیناً جہت چپ وراست ہے دو شخص کہ برابر برابر ایک سمت کو جارہے ہوں کوئی نہ کہے گا کہ اُن میں ایک کا مونھ دوسرے کی

طرف ہے غرض کعبے کو اپنی دہنی یا بائیں کنپٹی پر لینا لغۃً عرفاً شرعاً کسی طرح استقبال نہیں **سادسا** یہ تو قطعاً معلوم کہ قول اول ودوم اور ایک توہم پر سوم کا جواز سال واطلاق ہے ہرگز مراد نہیں ہوسکتا اب اگر تقیید میں اسی تربیع جہات کی طرف رجوع کیجیے تو عین مطلوب ہے ورنہ بیچ میں کوئی حد فاصل معین ومرجح لااعتبار نہیں اور ترجیح بلا مرجح باطل تو حد نہ بندھ سکے گی کہ یہاں تک انحراف روا اور اس کے بعد فساد تو یہی قول اضبط الاقوال ہے تو اسی طرف رجوع بلکہ اُن سب کا بھی ارجاع مناسب **سابعا** اس میں وسعت جہت اُن سب سے تنگ تر تو یہی احوط ہے کہ جہاں تک اُس کا مفاد ہے وہ تمام اقوال مذکورہ پر یقیناً جہت قبلہ ہے اور جو اُس کے مفاد سے باہر ہے وہ مختلف فیہ ومشکوک ونامنضبط ہے تو اخذ متفق وترک مشبہ واختلاف ہی مناسب لاجرم اسلامی علمائے ہیأت نے بھی شرع سے اخذ کرکے جہت قبلہ کے لیے یہی ضابطہ باندھا فتاوی خیریہ کے ایک سوال میں ہے من القواعد الفلکیہ اذا کان الانحراف عن مقتضی الادلۃ اکثر من خمس واربعین درجۃ یمنۃ اویسرۃ یکون ذلک الانحراف خارجا عن جہۃ الربع الذی فیہ مکۃ المشرفۃ من غیر اشکال علی ان الجہات بالنسبۃ الی المصلی اربعۃ **اقول** اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ یہ قول امام زندویسی ہرگز ایسی وسعت نہیں رکھتا کہ اسے قول دوم سے مقید کیجیے بلکہ وہی اتنا وسیع ہے کہ اُسے اس سے مقید کرنا چاہیے فما وقع من الامام الحلبی فی الحلیۃ مما قد منا نقلہ لیس فی موضعہ وھذا تمام انجاز ما وعدناک فی القول الاول رہی حدیث مرفوع مابین المشرق والمغرب قبلۃ اور اُس کے مثل ارشادات امیر المومنین فاروق اعظم وعبداللہ بن عمر وغیرہما صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم **اقول** اُس کا یہ مفاد ہونا ہرگز مسلم نہیں نہ ممکن التسلیم کہ شرق سے غرب تک نصف دور میں قبلہ پھیلا ہوا ہے ورنہ لازم کہ نصف دیگر میں استدبار پھیلے کہ استقبال واستدبار دو جہت مقابل ہیں سارا دائرہ انھیں دو جہتوں نے گھیر لیا اب ارشاد اقدس ولکن شرقوا اوغربوا کا کیا محل رہے گا مگر یہ کہیں کہ خاص نقطتین مشرق ومغرب مستثنٰی ہیں تو لازم ہوگا کہ ہر شخص جو پیشاب کو بیٹھے یا پاخانے کو جائے صحیح آلات معرفت نقاط ساتھ لیتا جائے حالانکہ آلات بھی حقیقی تعیین نقاط سے قاصر ہیں اگر کہیے عرفاً جہاں تک جہت مشرق ومغرب پھیلے گی وہ سب مستثنٰی ہے فان بین اذا اضیف الی غیر الاعداد لم یدخل فیہ الغایتان کما فی الفتح **اقول** اب ٹھکانے سے آگئے عرف میں جہتیں چار ہی سمجھی جاتی ہیں اور جو ایک سے قریب ہے وہ اُسی کی طرف منسوب ہوتا ہے تو اس نصف دور کے ۱۸۰ درجے سے ۴۵-۴۵ درجے کہ مشرق ومغرب سے قریب ہیں اُن کے حصے میں رہ کر مستثنٰی ہوں گے بیچ کے ۹۰ درجے جن کے وسط میں کعبہ واقع ہے جہت قبلہ رہیں گے وھو المطلوب معھذا ایک جماعت علما نے یہاں بین بمعنی وسط لیا یعنی مشرق ومغرب کے اندر جو قوس جنوبی ہے اُس کے وسط ومنتصف کی طرف قبلہ مدینہ سکینہ ہے **اقول** اور اُس کے مؤید قول مذکور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما ہے کہ جب تو مغرب کو اپنے دہنے بازو اور مشرق کو بائیں بازو پر لے تو اُس وقت تیرا مونھ قبلے کو ہے وکانہ رضی اللہ عنہ لذا زاد قولہ اذن استقبلت بعد قولہ فما بینھما قبلۃ لکون ھذا محتملا لخلاف المراد ھذا وحملہ الامام الاجل عبداللہ بن المبارک علی ان ھذا لاھل المشرق وکذا قال الشیخ البغوی فی المعالم انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اراد بقولہ مابین المشرق والمغرب قبلۃ فی

حتی اهل المشرق اھ ولا ادری ما الحامل علی ذلك بل الاظهر کما افاده الامام الحلبی فی الحلیہ وعلی القاری فی المرقاۃ ان المراد لاهل المدینة ما والاها **اقول** ومعلوم ان للمدینة السکینة علی شمالیتها من مکة المکرمة مائلة قلیلا الی المغرب دون الشرق ثم ان البغوی فی التفسیر والرازی فی الکبیر والمناوی فی التیسیر حملوا المشرق علی اقصر یوم فی الشتاء قال فی المناوی وھو مطلع قلب العقرب **اقول** ولا یستقیم الا بفرق عدة درج ولا فی زمانه اذ کان اذ ذاك بعد القلب[1] اله لو جنوبیا والمغرب علی مغرب اطول یوم فی الصیف قال وھو مغرب السماك الرامح **اقول** ھذا ابعد وابعد فان[2] بعد السماك اذ ذاك لو ی شمالیا زائد علی المیل الکلی بنحو ۱۳ درجة قال البغوی فمن جعل مغرب الصیف فی ھذا الوقت عن یمینه ومشرق الشتاء عن یسارہ کان وجھه الی القبلة اھ قال الرازی وذلك لان المشرق الشتوی جنوبی متباعد عن خط الاستواء بقدر المیل والمغرب الصیفی شمالی متباعد عن خط الاستواء بمقدار المیل والذی بینھما ھو سمت مکة اھ **اقول** ولا ادری کیف یحمل المطلقان علی ھذین المقیدین وای قرینة علیه بل وای حاجة الیه فان الظاھر من الاطلاق ارادة مغرب الاعتدال ومشرقه ولا شك ان بینھما قبلة المدینة السکینة وما یلیھا بل ان ارید زیادة التقریب کان العکس اولی وھو اخذ مغرب الجدی ومشرق السرطان لان القبلة المدینة الکریمة علی جنوبیتھا میلا ما عن نقطة الجنوب الی الشرق بعدة درج ثم **اقول** فی قول الامام الرازی متباعد عن خط الاستواء بمقدار المیل تسامح ظاھر افان ذلك انما ھو فی الافق المستوی اما فی غیرہ فسعة المشرق والمغرب لراسی الجدی والسرطان اکبر دائما من المیل الکلی کیف وھی وتر القائمة من مثلث کروی یحدث من قوس المعدل بین الافق والمیلیة وقوس من المیلیة واخری من الافق کلتاھما بین المعدل والجزء وزاویتاه الباقیتان حادتان اما کون ھذه قائمة فلانھا من میلیة وقعت علی المعدل واما حدة البواقی فلان وترالقائمة وھی السعة والمیل کلاھما اقل من الربع واحدی الزوایا غیر حادة فتمت شرائط ا من اولی اکر وجب اعظمیة وترالعظمی بالسابع منھا وھی السعة فھی اعظم من المیل الاعظم ومن قوس المعدل الباقیة ایضا اما فی افق المستوی فتنطبق المیلیة علی الافق فلا مثلث ولم یکن بین الجزء ونقطة الاعتدال حینئذ الا میله وذلك ما اردناه

[1] طول القلب کان فی زمان المناوی ح ه تقریبا فالبعد عن الاعتدال الاقرب سه جیبه فی اللوغارثمیات ۹٫۹۵۲۷۵۶ × ظل المیل الکلی ذلك الی الط تقریبا ۹٫۶۳۷۹۵۶۳ = ۹٫۵۹۵۲۳۲۰ قوسه کا الط ل ھو المیل الثانی للقلب ثم بعد درجة القلب عن الانقلاب الاقرب اله جیبه ۹٫۶۲۵۹۴۸۳ + جیب المیل الکلی الی الط ۹٫۶۰۰۴۰۹۰ = ۹٫۲۲۶۳۵۷۳ قوسه ط ما مح ھو المیل الکلی المنکوس له وعرضه ع ل لکمیله الثانی جنوبی فمجموعھما اله نظل حصة البعد جیبه ۹٫۶۴۴۱۱۲۴ + جیب تمام المیل المنکوس ۹٫۹۹۳۷۵۲۴ = ۹٫۶۳۵۸۶۴۸ قوسه اله لو بعد القلب ای میله الاول ومعلوم ان المیل الاعظم کان اصغر منه باکثر من درجتین فکیف یتساوی سعتاھما فهما ۱۲ منه

[2] طول السماك اذ ذاك ونط تقریبا بعده عن الاعتدال الاقرب ط جیبه ۹٫۵۱۲۶۴۱۹ + ظل المیل الاعظم = ۹٫۶۳۸۴۸۲ = ۹٫۱۵۰۵۹۸۲ قوسه ح ح ھو میله الثانی وبعد درجته عن راس الجدی عا جیبه ۹٫۹۷۵۶۷۰۱ + جیب المیل الاعظم = ۹٫۶۰۰۹۱ = ۹٫۵۶۰ قوسه الـ ح میله المنکوس وعرضه لح شمالیا + ح ح = لط موحصة البعد جیبه ۹٫۸۰۵۹۵۱۰ + جیب سه ۹٫۹۶۶۷۵۹۲ = ۹٫۷۷۲۷۰۷۲ قوسه لو ی بعد السماك ۱۲ منه

واللہ تعالٰی اعلم **تذییل** کتب مذہب میں یہ پانچ عبارتیں ہیں کہ افادۂ حکم عام کرتی ہیں اور یہاں ایک عبارت اور ہے جسے بعض کتب میں صورۃً بطورِ عموم ظاہر کیا اور حقیقۃً اصلاً صالح عموم نہیں بلکہ اُنھیں علامات خاصہ سے ہے جو بلادِ مخصوصہ کے لیے اقوال فقیہ ابوجعفر وغیرہ مشائخ سے گزریں وہ یہ کہ بین المغربین قبلہ ہے یعنی گرمیوں میں سب سے بڑے دن مثلاً ۲۲ جون اور جاڑوں میں سب سے چھوٹے دن مثلاً ۲۲ دسمبر میں آفتاب جہاں ڈوبے اُن دونوں موضع غروب کے اندر سمت قبلہ ہے ردالمحتار میں بحوالہ شرح زادالفقیر للعلامۃ الغزی بعض کتب معتمدہ سے اور شرح الخلاصہ للعلامۃ القہستانی میں ہے ینظر مغرب الصیف فی اطول ایامہ ومغرب الشتاء فی اقصر ایامہ فیدع الثلثین فی الجانب الایمن والثلث فی الایسر والقبلۃ عند ذلک ولولم یجتھد بکذا وصلی فیما بین المغربین یجوز حلیہ میں ملتقط وتجنیس ملتقط سے ہے وقال ابومنصور ینظر الی اقصر یوم واطول یوم فیعرف مغربیھما ثم یترك الثلثین عن یمینہ قال صاحب الملتقط ھذا استحباب والاول للجواز اھ وھذا ما وعدناك صدر الکلام فی الایراد الخامس ظاہر ہے کہ جو بلاد مکۂ معظمہ سے خاص جنوب یا شمال کو ہیں یہ بیان ان سے تو اصلاً متعلق نہیں ہوسکتا آخر نہ دیکھا کہ قبلۂ مدینۂ سکینہ قبلہ قطعیہ یقینیہ ہے بین المغربین درکنار خود جمیع جہت مغرب سے بہت بعید ہے اور بلاد شرقیہ وغربیہ کو بھی عام نہیں ہوسکتی آخر نہ دیکھا کہ ابھی بحث چہارم مکالمۂ علامہ شامی میں جو شہر مکہ معظمہ سے پانچ درجے طول شرقی زائد خاص خطِ استواء پر لیا اُس کا قبلہ بین المغربین سے چَوَّن[۵۴] درجے شمالی کو ہٹا ہوا ہے لان السعۃ العظمی فی الافق المستوی کجٓ الخ وقد کان انحراف قبلۃ عن نقطۃ المغرب عہٓ الخ تو قبلہ تقریبی ننانوے[۹۹] درجے مغربین سے باہر ہوگا جو ربع دور سے بھی زیادہ ہے لاجرم امالی الفتاوی میں اس قول کو اپنے بلاد سمرقند وغیرہ سے خاص کیا منیہ میں ہے ذکر فی امالی الفتاوی حد القبلۃ فی بلادنا یعنی فی سمرقند ما بین المغربین مغرب الشتاء ومغرب الصیف انھیں بلاد شرقیہ سے ہراۃ ہے علامہ برجندی فرماتے ہیں ہم نے اُس کا قبلہ تحقیق کیا بین المغربین سے باہر جنوب کو ہٹا ہوا پایا اور اُسی کے مطابق امام عبداللہ بن المبارک مروزی وامام ابو مطیع بلخی کا ارشاد آیا شرح نقایہ میں ہے نحن قد حققنا بتلك القواعد سمت القبلۃ ھراۃ فظھر لنا انہ یقع عن یسار مغرب اقصر ایام السنۃ حیث تغرب کواکب العقرب وھو الموافق لما ذکرہ عبداللہ بن المبارك وابو مطیع فما وقع فی تجنیس الملتقط انہ لو صلی الی جھۃ خرجت مما بین مغرب الصیف ومغرب الشتاء فسدت صلاتہ انما یصح فی بعض البقاع **اقول** حقیقت امر یہ ہے کہ معظم معمورہ میں اکثر بلاد شرقیہ کا قبلہ تحقیقی مغرب سرطان سے مغرب جدی تک ہے اور بہ نسبت درجاتِ ادراک مغربین ہر شخص پر آسان اور اُن بلاد کثیرہ میں اگرچہ جہت قبلہ مغربین سے باہر تک ممتد مگر امر محدود سہل الادراک کی تعیین جو حدود قبلہ کے اندر داخل ہے مضایقہ نہیں رکھتی بلکہ بارہا اُس میں زیادہ تقریب ہے جس سے سہولت وقرب بحقیقت دونوں منافع حاصل لہذا علما نے اُن بلاد میں عامہ کو ما بین المغربین کی تحدید بتائی اُس کے معنی یہ نہ تھے کہ اس سے باہر جہت اصلاً نہیں اور مغربین سے تجاوز ہوتے ہی نماز فاسد ہو مگر شرح خلاصہ قہستانی اور شرح زاد الفقیر میں بحوالہ بعض کتب معتمدہ کہ شاید وہی شرح خلاصہ ہو کہ وہ تمام عبارت بعینہا فقیر نے اُس میں پائی بعد عبارت مذکورہ ہے واذا وقع توجھہ خارجا منھا لا یجوز بالاتفاق دونوں کتابوں میں یہ عبارت بلفظ منھا بضمیر مؤنث ہے نہ منھما بضمیر تثنیہ کہ جانب مغربین راجع ہو اور شک نہیں کہ